



# صُورِ حَبِیْبَتِ کَافِیَہ

حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری  
کا ایمان افروز خطاب



— ناشر —

مکتبۂ نبیائے

بلال پارک • باغبانپورہ • لاہور





# صولِ جنت کا طریقہ

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پانیپوری کا ہر دلعزیز ایمان افروز خطاب جس میں انسان کی تخلیقی  
مراحل سے لے کر دنیاوی زندگی میں انسان پر آنے والے حالات، اس کے بعد قبر اور شجر کا منظر  
اور جنت کے دلکش مناظر اور جہنم کے ہولناک مناظر جو انسانی ذہنوں میں ابھرنے والے  
بہت سے سوالوں کا جواب ہے۔

— مرتب: عبد المتین قاسمی —

شاہد علی خان

۹-۱۱-۹۶

مکتبہ نبیائے

بلال پارک ۰ باغبانپورہ ۰ لاہور

قیمت: ۱۰/- روپے

# فہرست مضامین

۳	زندگی بسر کرنے کے دو طریقے	۴۱	غزوہ تبوک میں نکلنے کا حکم نہ نکلنے پر وعید
۴	ہر انسان پر چار منزلیں آتی ہیں	۴۲	اچھے آدمیوں پر پریشانیاں
۵	دنیا و حالات اور خدائی ضابطہ	۴۳	دنیا و حشر میں امتحان کی صورتیں
۹	دنیا کے اندر بے دین اور دنیدار	۴۴	خدائی طاقت کو نہ سمجھنے کی مثال
۱۳	شیطان سے مدد طلب کریں گے	۴۸	مسلمانوں کو بدلہ نہ دلوانے میں حکمت
۱۴	دنیاوی لیڈروں سے فریاد	۵۰	خدائی ڈھیل گنہگاروں کے لیے
۱۵	دنیاوی سامان کام نہیں آئے گا	۵۱	اللہ کی خوشی رو بھٹے بندوں سے ملنے پر
۱۶	دنیاوی تکلیفوں کا سبب	۵۲	قوم یونس کی توبہ کا قصہ
۱۸	دینی محنت ملک و مال کی محتاج نہیں	۵۴	توبہ کے دو دلچسپ قصے
۱۹	عناد اور ہٹ دھرمی باعث محرومی ہے	۵۶	معافی توبہ کے لیے چار باتیں
۲۰	ابو جہل کا خانہ دانی عناد آڑے آیا	۵۸	فرمانبردار اور نافرمان پر تکالیف کا فرق
۲۱	قرآن کا چیلنج پوری دنیا کو	۶۰	مسلمانوں کی تکلیف پر بے دینی کا پھیلنا
۲۳	یہودیوں کا عناد کی وجہ سے انکار	۶۲	مرنے کے بعد زندہ ہونا
۲۴	مخالفین کے دل نرم پڑ جاتے ہیں	۶۳	ابوسفیان کا اسلام
۲۹	دنیاوی چیزیں اور خدائی طریقہ	۶۴	شہادت حمزہؓ اور حضورؐ کا غم
۳۱	انسانی نبشت کا مقصد	۶۵	اخلاق و عبادت کے دشمن موم
۳۲	روزی کا تعلق عقل و محنت سے	۶۶	بہندہ کا قبول اسلام
۳۴	انسانی سوچ کی سطح	۶۸	آپؐ کا اعلان عام معافی
۳۸	ہمارے اعضاء و خدائی قدرت	۷۰	ایک مراکشی کی بے چینی

الحمد لله بحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه  
 (اے) ، تسلیم! اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔  
 ولوان اهل القرى امنوا واتقوا لفتحا عليهم من كات من السماء  
 والارض۔ وقال تعالى ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي  
 الناس (اے) ، يرجعون۔ وقال تعالى ولنذيقنهم من العذاب  
 الادنى دون العذاب الاكبر لعلهم يرجعون۔ وقال حتى اذا  
 جاء احدهم الموت قال رب ارجعون (اے) ، يبعثون۔ وقال  
 تعالى ربنا امتنا اثنتين واحيتنا اثنتين (اے) ، سبيل

## زندگی بسر کرنے کے دو طریقے ہیں

میرے محترم دوستو! اور بزرگو! دنیا کے اندر زندگی بسر کرنے کے طریقے دو  
 ہیں ایک وہ طریقہ ہے جو اللہ نے تجویز کر کے دیا ہے۔ دوسرا طریقہ وہ ہے جو  
 انسان خود تجویز کرے۔ انسان جو طریقہ تجویز کرے گا وہ صرف موجودہ زمانہ کو  
 سامنے رکھ کر تجویز کرے گا۔ اسے جتنا نفع دکھائی دے گا اس کے باقی رکھنے کی  
 فکر کرے گا اور جتنا نقصان دکھائی دے گا اس کے دور کرنے کی فکر کرے گا۔  
 لیکن آئندہ جو زمانہ اس کے سامنے آتا چلا جائے گا تو پھر اس کی رائے اس کی تدبیر  
 اور اس کا طریقہ بدلتا جائے گا یہاں تک کہ آدمی کی موت آجائے تو موت کے بعد  
 حالات ختم نہیں ہونے بلکہ حالات کا انتظام کرنے کی جو طاقت تھی وہ ختم ہو جاتی

ہے عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ موت آتی تو حالات ختم ہو گئے خوش حال آدمی کی خوشحالی ختم ہو گئی اور بد حال آدمی کی بد حالی ختم ہو گئی جو بیمار تھا اس کی بیماری ختم ہو گئی اور جو صحو کا تھا اس کی صحوک پیاس ختم ہو گئی اور جو خوب کھانا پیتا تھا اس کا خوب کھانا پینا ختم ہو گیا۔ عزت والے کی عزت ختم ہو گئی اور ذلت والے کی ذلت ختم ہو گئی اس لیے جب وہ موت آتی ہے تو آدمی کی لاش کو قبر کے اندر دفن کر دیتے ہیں مقوڑے دنوں بعد وہ مٹی ہو جاتا ہے تو آگے دکھائی نہیں دیتا عام دنیا بلکہ پوری دنیا کا ذہن یہ ہے کہ مر گئے تو بات ختم ہو گئی حالات سارے ختم ہو گئے لیکن ایسا نہیں ہے ہمارا اور تمہارا پیدا کرنے والا خدا جس نے اپنی قدرت سے تین تین اندھیر یوں میں ماں کے پیٹ کے اندر انسان کو بنایا جب کہ وہاں پر کوئی روشنی بھی نہیں تھی۔ ماں کا پیٹ تھا بچہ دانی تھی اور اس کے اندر ایک چھلی تھی چھلی کے اندر لپٹا ہوا بچہ تھا اور سارے اعضائے انسانی اللہ نے بنائے وہ بنانے والا وہ خود یہ بتا رہا ہے کہ موت کے بعد ایک لمبی چوڑی زندگی آنے والی ہے جو مرنے سے پہلے مرنے والے کو دکھائی نہیں دیتی لیکن یقیناً وہ زندگی آنے والی ہے۔

انسان کے اوپر چار منزلیں ہیں۔ ایک منزل تو ہے ماں کے پیٹ کی دوسری

ہر انسان پر چار منزلیں آتی ہیں

منزل ہے دنیا کے پیٹ کی تیسری منزل ہے قبر کے پیٹ کی چوتھی منزل ہے آخرت کی اور وہ آخری منزل ہے اس کے بعد کوئی پانچویں منزل نہیں ہے آخرت میں جو مقام اس کے لیے راحت کا یا تکلیف کا ملے ہو گیا تو وہ اسی کے اندر ہے گا۔ یہ بات الگ ہے کہ کوئی ایمان والا اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں گیا

تو جہنم کے اندر وہ پاک و صاف ہو کر جنت میں چلا جائے گا۔ لیکن بغیر ایمان کے جو آدمی ہوگا جس کے اندر ایمان نہیں ہوگا وہ کفر والا ہوگا۔ شرک والا ہوگا وہ جب جہنم میں جائے گا تو وہ اس کی آخری منزل ہوگی اس کے بعد وہ نکلے گا نہیں یہ چار منزلیں انسان پر ماں کے پیٹ کے اندر انسان کو ذرہ برابر اختیار نہیں تھا۔ لڑکا بنایا لڑکی بنایا کالایا گور بنایا خود انسان کے بننے والے کو بھی اختیار نہیں تھا اور اس کے ماں باپ کو بھی اس کا اختیار نہیں تھا یہ بالکل ہمارے اختیار سے باہر اللہ جل جلالہ و عظم نوالہ نے ماں کے پیٹ کے اندر اس انسان کو بنایا، اس کے بعد دوسری منزل ہے دنیا کی جو منزل ہے اس منزل میں اللہ نے اس انسان کو ملکا سا اختیار مرحمت فرمادیا اور یہ اختیار بھی عجیب چیز ہے۔ اللہ نے دنیا میں انسان کو ملکا سا بھلے اور برے کا اختیار مرحمت فرمایا۔ جیسے امبلی کا بیج بوئے یا آم کی گٹھلی بوئے گا تو آم کا درخت تیار ہو گا اور امبلی کا بیج بوئے گا تو امبلی کا درخت تیار ہوگا۔ اسی طرح سے یہ انسان یہاں پر بھلا کرے یا برا کرے۔ دونوں باتوں میں اختیار ہے یہ ہاتھ اللہ نے دیئے ہیں۔ جب تک روح انسان کے جسم کے اندر موجود ہے تو اس ہاتھ پر انسان کو اختیار ہے کہ اس ہاتھ سے صدقہ خیرات کرے اس ہاتھ سے کسی رونے والے کو چپ کرائے کسی کے آنسو پونجے اور کسی کو روٹی کا ٹکڑا دے اور اس بات کی بھی اللہ نے اس کو طاقت دی ہے کہ اس ہاتھ سے کسی پر ظلم کرے۔ دیکھو فرشتہ جو ہے وہ مجبور محض ہے اس کو اللہ نے جتنا کہہ دیا اتنا کرنا پڑے گا۔ اس کے خلاف کرنے کی فرشتے میں طاقت نہیں ہے۔ اسی طریقے سے آسمان ہے زمین ہے سورج ہے چاند ستارے ہیں یہ جتنی مخلوقات ہیں۔ انسان کے علاوہ یہ ساری مجبور محض

ہیں۔ اللہ کے امر کے تابع ہیں اگر ہوا کو اللہ تعالیٰ حکم دیں کہ معمول کے مطابق چلے تو وہ معمول کے مطابق چلے گی لوگوں کے کام بنتے رہیں گے اور اسی ہوا کو حکم دے دیں کہ معمول سے اوپر ہو کر چلے تو اسی ہوا کا نام طوفان بنتا ہے اور اسی سے زندگیاں اجڑ جاتی ہیں۔ ایسے ہی پانی اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ آسمان اللہ کے حکم کے تابع ہے زمین بھی اللہ کے حکم کے تابع ہے جو حکم ان چیزوں کو ملتا ہے یہ چیزیں وہی کرتی ہیں اس کے خلاف کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں۔ سورج اور چاند کی روشنی اللہ نے مقرر کر دی ہے تو اس روشنی کے مطابق وہ چلتے ہیں۔ اس میں ان کے کسی اختیار کو دخل نہیں ہے۔ مجبور محض ہیں جس آسمان پر فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا۔ وہ فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ ایک آسمان پر کوع ہے ایک آسمان پر قیام ایک آسمان پر قاعدہ ہے ہزاروں سال سے جو حکم ملتا ہے وہ کر رہے ہیں لَا یَعْصُونَ اللہَ مَا أَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ سجدہ کے لیے کہا تو سجدہ ہی کرے گا رکوع نہیں کرے گا۔ پھر اسے اگر رکوع کا حکم ہوا تو رکوع ہی کرے گا سجدہ نہیں کرے گا۔ جو کہا جائے گا کرے گا۔ لیکن انسان وہ ایسا نہیں ہے۔ انسان کے اندر اللہ نے دونوں طاقتیں رکھی ہیں۔ فرماں برداری کی بھی طاقت رکھی ہے اور نافرمانی کی بھی طاقت رکھی ہے۔ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ اُس میں ایک طبقہ ایمان والا ہو گا ایک طبقہ کفر والا ہو گا ایک طبقہ فاسق ہو گا اور ایک طبقہ مومن ہو گا۔ ایک طبقہ ماننے والا ہو گا اور ایک طبقہ نہ ماننے والا ہو گا اور اسی پر سارے حالات کا دار و بدلہ ہے دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی اس دنیا پر جو حالات آتے ہیں۔ وہ حالات کے لانے والے تو ہیں اللہ عزت اور دولت کامیابی اور ناکامی اطمینان اور پریشانی خوف اور



امن بیماری اور ندرستی موت اور حیات طبیعت کے موافق حالات اور طبیعت کے خلاف حالات جو اس دنیا کے اندر آتے ہیں۔ اللہ کے ارادہ سے دنیا کے اندر حالات آتے ہیں جیسا اللہ ارادہ کرتے ہیں۔ ویسے حالات آتے ہیں بعض مرتبہ ذلت کا نقشہ ہوتا ہے۔ لیکن اللہ کا ارادہ ہو جائے تو اس میں عزت آجاتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا سارا نقشہ ذلت کا تھا دو دو مرتبہ ان کا بکنا اور زنا کی تہمت لگ کر ان کا جیل خانہ میں جانا یہ ذلت کا نقشہ تھا۔ لیکن اللہ پاک نے عزت کا ارادہ فرمایا تو اپنی قدرت سے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسی عزت مل گئی کہ دنیا ہی کے کوڑھا کو وڑ آدمی ہزاروں سال گزرنے کے باوجود ان کا اکرام کرتے ہیں۔ لیکن بعض مرتبہ نقشہ سارا عزت کا ہوتا ہے اور اس کے اندر اللہ کا ارادہ ذلت کا ہو جاتا ہے تو اس میں آدمی ذلیل ہوتا۔ جیسے قارون سارا نقشہ اس کے پاس عزت کا تھا۔ لیکن اللہ جل جلالہ عم نوالہ نے اسے ایسا ذلیل کیا کہ آج دنیا کے کوڑھا کو وڑ آدمیوں میں کوئی آدمی اپنے بیٹے کا نام قارون رکھنے کو تیار نہیں ہے۔

تو میرے محترم دوستو! حالات جو

**دنیاوی حالات و خدائی ضابطہ** آتے ہیں انسانوں پر وہ اللہ کی

طرف سے آتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حالات کے لانے کا ایک ضابطہ اور ایک قانون ہے اللہ تعالیٰ جتنی ضابطے کی رعایت کرتے ہیں اتنی

کوئی ضابطے کی رعایت نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے ضابطے بنا رکھے ہیں۔ اور

ضابطے کی اتنی رعایت ہے اِنَّ اَشْرَكَتْ لِيَحْبِطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ

مِنَ الْخَاسِرِينَ یعنی معصوم سے معصوم تر شخصیتوں سے اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں۔

کہ اگر شرک کیا تو تمہارے سب اعمال ختم ہو جائیں گے اور نقصان والوں میں تم



بن جاؤ گے۔ آپ اندازہ لگاؤ کہ ضابطے کی اللہ کے ہاں کتنی رعایت ہے یہ حالات  
 جتنے بھی آتے ہیں دنیا اور آخرت کے اندر ضابطے کے ماتحت آتے ہیں بلا ضابطہ  
 بالکل نہیں آتے اور ضابطہ اللہ کا حالات کے لانے میں دنیا کے اندر پھیلی ہوئی  
 چیزیں نہیں ہیں بلکہ انسان کے بدن سے تیار ہونے والے اعمال ہیں۔ بہت بڑا  
 مغالطہ ہر زمانے میں بڑی بھاری اکثریت انسانوں کی کو لگا آج کے زمانہ میں بھی  
 بہت بھاری غلطی کر رہا کر رہا انسانوں سے جو ہو رہی ہے وہ یہ ہو رہی ہے کہ  
 عام طور پر انسان یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے حالات کا بننا اور بگڑنا یہ موقوف  
 ہے چیزوں کی کمی اور بیشی پر اگر چیزیں ہمارے ہاتھ میں زیادہ ہوں گی تو ہمارے  
 حالات بنیں گے اور اگر چیزیں ہمارے ہاتھ میں کم ہوں گی تو ہمارے حالات  
 بگڑیں گے یہ عام لوگوں کا ذہن ہر زمانے میں رہا ہے۔ فرعون اور فارون کا بھی یہی  
 ذہن تھا اور جتنی نافرمان قومیں گزریں ان سب کا یہی ذہن رہا کہ ملک و مال سونا چاندی  
 اور دکان کھیت یہ جتنی چیزیں ہمارے ہاتھ میں زیادہ ہوں گی اتنے ہمارے حالات  
 بنیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے جو انبیاء علیہم السلام تھے انہوں نے اگر ہر زمانے  
 میں انسانوں کا یہ ذہن بنایا کہ حالات آتے ہیں اللہ کی قدرت سے حالات آتے  
 ہیں۔ اللہ کے ارادہ سے لیکن اللہ نے حالات لانے کا ایک ضابطہ بنا رکھا ہے  
 اور وہ ضابطہ انسان کے بدن سے تیار ہونے والے اعمال ہیں اور انسان کے دل  
 کے اندر کا یقین ہے اگر اسکے دل کے اندر کا یقین ٹھیک ہو جائے اور اس کے بدن  
 سے تیار ہونے والے اعمال درست ہو جائیں۔ آنکھوں کا دیکھنا کانوں کا سننا ہاتھوں  
 کا لکھنا نازبان کا بولنا پیروں کا چلنا دل و دماغ کا سوچنا اگر ٹھیک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ

حالات کو درست لائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں جو اس سے بھی آسان ہے کہ اگر دیندار سی ہوگی تو اللہ تعالیٰ کامیاب کریں گے اور اگر بے دینی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ناکام کریں گے اگر دیندار سی کچھ مکان والے کے پاس ہوگی تو اللہ تعالیٰ کچھ مکان والے کو کامیاب کریں گے اور بے دینی کے مکان والے کے پاس ہوگی تو اللہ تعالیٰ کچھ مکان والے کو ناکام کریں گے۔ لیکن ایک حیرت کی بات جو انسان کو حیرت میں ڈالتی ہے ہر زمانے میں اور آج کے دور میں بھی وہ یہ کہ بہت سے ایمان و اعمال والے جن پر بھی تکلیفیں آجاتی ہیں اور بہت سے بے دین اور بغیر ایمان والے اور بہت بے دینی آدمی بعض مرتبہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ بڑے راحت میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ اصل کامیابی وہ ہے جو مل کر ختم نہ ہو اور اصل ناکامی وہ ہے جو اگر ختم نہ ہو۔

عام طور سے آدمی دیکھتا ہے کہ بے دین

دنیا کے اندر بے دین اور دیندار | آدمی رشوت بھی لیتا ہے، جھوٹ بولتا

ہے غیبت کرتا ہے۔ خیانت کرتا ہے پیسہ اس کے پاس بہت ہے۔ کپڑا مکان سوا دیاں کھانا اس کے پاس بہت ہے۔ بہت مزے کے اندر ہے تو آدمی سوچتا ہے کہ بے دین ہے پھر بھی کامیاب؟ لیکن اللہ تعالیٰ اس کو ناکام کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ کامیابی جو دکھائی دے رہی ہے یہ کامیابی موت پر ختم ہو جائے گی اور بعض مرتبہ موت سے پہلے بھی ختم ہو جاتی ہے اور موت کے بعد پھر جو ناکامی شروع ہوگی تو وہ ناکامی بڑی لمبی ناکامی ہوگی اگر آدمی حالت کفر یا شرک میں مرا تو پھر وہ ناکامی ایسی ہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ جس کو اللہ تعالیٰ حَسْرَتٌ مِّمَّینٌ کہتے ہیں اور اگر وہ

آدمی حالت ایمان میں مرا تو چاہے اس نے دنیا میں کتنی تکلیفیں اٹھائی ہوں اور لوگ  
 اسے ناکام کہہ رہے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ اسے کامیاب بتائیں گے۔ کیونکہ بعض  
 مرتبہ تو اسے مرنے سے پہلے ایسی کامیابی ملی جاتی ہے کہ جسے دنیا کے انسان بھی کہتے  
 ہیں کہ واقعی کامیابی ملی اور بعض مرتبہ دنیا کے پہلے تو دیکھ نہیں پاتے۔ لیکن مرنے  
 کے بعد پھر جو کامیابی شروع ہوتی ہے تو وہ ایسی کامیابی ہوتی ہے جو کبھی ختم نہیں  
 ہوتی موت پر حالات ختم نہیں ہوتے بلکہ موت پر حالات بڑھ جاتے ہیں۔ اگر مرنے  
 کے بعد اچھا حال آیا تو وہ اچھا حال بڑھ جائے گا۔ اور مرنے کے بعد برا حال آیا تو وہ  
 برا حال بھی بڑھ جائے گا۔ جیسے دنیا کے حالات تھے ویسے نہیں رہیں گے دنیا  
 کے اندر جس کا اچھا حال تھا مرنے کے بعد اگر اللہ نے اسے اچھا حال دیا تو وہ دنیا  
 جیسا اچھا حال نہیں ہوگا۔ بلکہ بڑھا ہوا ہوگا چھوٹی سے چھوٹی ادنیٰ سے ادنیٰ درجے  
 کی جنت اگر اللہ نے کسی کو دے دی جو ایمان کے ذریعے پہلے کی تو وہ اتنی بڑی  
 ہوگی جو پوری دنیا سے بڑی ہوگی اور ستر بہتر بیویاں اس کو ملیں گی اور دس ہزار اس  
 میں خدمت گزار ہوں گے اور دودھ کی نہریں شہد کی نہریں اور پاکیزہ شرب کی نہریں  
 اس میں چلتی ہوں گی اور سونے چاندی کے بنے ہوئے مکانات ہوں گے۔ ان کے  
 جوڑنے کا گارمشک کا ہوگا، اور جنت کی زمین کی مٹی زعفران کی ہوگی اور پتھر اور کنکر  
 ہیرے جواہرات کے ہوں گے۔ اور جو نعمت وہاں پہلے کی کبھی چھینے کی نہیں اور  
 جنت میں جانے والا ہر آدمی جوان ہوگا۔ اور اس کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ مرد بھی  
 عورتیں بھی ۳۵ سال کے ہو کر جنت میں جائیں گے چاہے مرتے وقت ان کی  
 عمر نوے سال کی ہوئی ہو اور پچاس کر ڈر سال کے بعد اگر جنتی کو دیکھا جائے گا تو ویسا



ہی جوان ۳۰/۳۵ سال کا ہوگا۔ جوانی نرمی ختم نہیں ہوگی اور زندگی جو ملی کبھی ختم نہیں  
 ہوگی اور موت کا وہاں پر ڈر نہیں مکانات کے بوسیدہ ہونے کا ڈر نہیں۔ نہروں  
 کے سوکھ جانے کا خطرہ نہیں۔ مرد ایک جگہ تکبہ لگائے بیٹھے ہوں گے مسہری پر  
 اس مرد کی بیوی دوسری جانب تکبہ لگا کر بیٹھی ہوگی۔ مسہری اور سارا ایک عجیب و غریب  
 منظر ہوگا۔ لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ نہ تو آگے کا کوئی ڈر اور  
 نہ پیچھے کا کوئی غم نہ تو جوانی کے ختم ہونے کا غم اور نہ ہی زندگی کے ختم ہونے کا غم  
 کسی قسم کا کوئی غم بھی نہیں۔ تیز رفتار اور اعلیٰ قسم کی سواریاں اگر دوسری جنتوں میں  
 جانا ہو تو وہاں پر بھی جانے کی اجازت ملے گی اور بہشت میں ایک مرتبہ کم از کم اللہ  
 تعالیٰ کی زیارت اور دیدار یہ اتنی بڑی نعمت ہوگی کہ ساری نعمتیں اس کے سامنے  
 ماند ہوں گی اللہ کو اس دنیا میں کسی نے اگر نہ پہچانا اور اللہ کی معرفت اگر کسی کو  
 نہ ملی تو زندگی بیکار ہو گئی۔ اللہ کی معرفت جس کو مل جاتی ہے اور ایمان والا آدمی  
 مل جاتا ہے تو پھر اللہ کی زیارت وہاں پر ہوتی ہے اور یہ ساری جنت کی نعمتوں  
 میں اعلیٰ قسم کی نعمت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی بہت افزائی فرماتے ہیں دلجوئی  
 فرماتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں تجھے اور کچھ چاہیئے تو وہ یہ کہتا ہے اے اللہ ہر لاکھ  
 کی نعمتیں تو نے ہمیں دے دیں اب ہم تجھ سے اور کیا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں  
 گے کہ ایک نعمت میں تمہیں اور دینا ہوں وہ یہ کہ میں غم سے راضی ہو گیا میں تم سے  
 ناراض نہیں ہوں گا۔ کیونکہ اللہ کا ناراض ہونا بہت بڑی مصیبت اور اللہ کا راضی  
 ہونا بہت بڑی نعمت ہے۔ سورہ فاتحہ میں ہی دو دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ۔  
 انعمت علیہم والے راستے پر ہمیں چلانا غیر المغضوب علیہم والے راستے پر

ہمیں مست چلانا۔ نعمت علیہم والا راستہ وہ ہے جو اللہ کی رضا مندی پر پورا ہوتا  
 ہے اور مغضوب علیہم والا راستہ وہ ہے جو اللہ کے غضب اور اللہ کی ناراضگی  
 پر پورا ہوتا ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ وہاں پر حالات دنیا کی طرح نہیں ہوں گے  
 دنیا کے اندر اگر کسی کو سزا ہوتی ہے تو وہ پانچ چھ فٹ کے بدن کو ہوتی ہے۔  
 لیکن اگر جہنم کے اندر سزا ہوگی تو وہ اتنا بڑا بدن بنا دیا جائے گا کہ ایک دائرہ احد  
 پہاڑ کے برابر۔ اور کھال اتنی موٹی اور لمبی کہ تین سات تک اگر چلو تو تب جا کر اس کی  
 کھال پوری ہو اتنا بڑا بدن بنا کر سانپ اونٹ کے برابر اور بچھو چکر کے برابر ایک مرتبہ  
 کاٹیں تو چالیس سال تک تکلیف باقی رہے (اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے) اور  
 آدمی پریشان چاروں طرف سے فرشتوں کا ہتھوڑوں سے مارنا آگ کا جلانا اندھیرے  
 کا سننا اس آگ کے اندر اندھیرا سانپ اور بچھوؤں کا کاٹنا بھوک اور پیاس کا سنانا اور  
 آدمی پریشان بھاگنا چاہے گا۔ تو دروازے بند ملیں گے بڑے بڑے فرشتوں کے  
 پیرے ملیں گے اور فرشتوں سے کہے گا کہ تم ہماری کچھ مدد کرو تو فرشتے مختلف  
 لائینوں کے جواب دیں گے۔ فرشتے کہیں گے اَلْکُوْیَا تِکُوْنُوْنَ ذِیْرِ الْاَیْہِ کَیَا  
 تمہارے پاس کوئی سمجھانے والا نہیں آیا تھا؟ چونکا نے والا بتانے والا دنیا کے  
 اندر نہیں آیا تھا؟

قَالُوا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ  
 مِنْ شَیْءٍ اَنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ظُلُلٍ کٰبِیْرٍ وَقَالُوا لَوْ کُنَّا  
 نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ فَاعْتَرَفُوا  
 بِذُنُوبِهِمْ فَسَحَقَ اِلٰہُ صَحَابِ السَّعِیْرِ

وہ کہیں گے کہ بیشک ہم کو سمجھانے والے آئے تھے تو ہم نے ان کو جھوٹا سمجھا۔ ہم یہ سمجھے کہ جنت اور دوزخ یہ خیالی چیز ہے کچھ بھی نہیں دل بہلانے کی یاد دہکانے کی ایک چیز ہے ہم کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ واقعہ ہوگا کاش کہ اس دن ہم یہ مان لیتے یا سن لیتے یا سمجھ لیتے تو آج کے دن ہم جہنم کے اندر نہ ہوتے اپنے گناہوں کا وہ اعتراف اور اقرار کریں گے۔ لیکن یہ اعتراف اور اقرار کرنا وہاں ان کے کام نہیں آئے گا۔

بہت بڑا ایک داروغہ اور فرشتہ ہوگا اس سے **داروغہ جہنم سے فریاد** | وہ یہ کہیں گے کہ تو اپنے پروردگار سے یہ دعا کر

وَنَادُوا بِأَمْوَالِكُمْ لِيَقْضِيَ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَا كِثْتُمْ  
اس داروغہ کا نام مالک ہوگا وہ اس سے کہیں گے کہ اے مالک تو اپنے پروردگار سے کہہ دے کہ ہم کو بالکل ختم کر دے وہ کہے گا کہ ایسا نہیں ہوگا اب تو تم کو یہیں پر رہنا ہوگا۔ الگ الگ جواب دیں گے۔

**شیطان سے مدد طلب کریں گے** | شیطان سے کہیں گے کہ تیری بات ہم نے مانی اور ہم یہاں پہنچے تو ہمارا ساتھ دے وہ کہے گا۔

فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا انْفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا  
أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ

نہ تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کر سکتے ہو میں نے تم کو غلط بات کہی تو تم نے کیوں مانی اللہ تم سے صحیح کہہ رہا تھا اس کی کیوں نہیں مانی یہ



شیطان کا ان سے جواب ہو گا چاروں طرف سے مایوس ہو کر پھر دیکھیں گے کہ بڑے بڑے چوہدری بڑے بڑے ذمہ دار دنیا کے اندر جب کوئی بات پیش آتی تھی تو ان کے پاس جاتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ ہم پریشانی میں ہیں ہمارے پریشانی دور کرو تو وہ بڑے بڑے لیڈر اور دیوتا اور بڑے بڑے چوہدری اور سرداروں کے پاس جا بیٹھیں گے اور کہیں گے کہ ہم اس پریشانی میں ہیں چاروں طرف سے ہمیں سانپ کاٹتے ہیں فرشتے مارتے ہیں آگ جلاتی ہے بھاگ نہیں سکتے۔

فرشتے دُعا بھی ہم پر رحم نہیں کرتے

دنیاوی لیڈروں سے فریاد | شیطان ہمارا ساتھ نہیں دیتا تم

ہمارے بڑے ہو تم ہمارے لیے کوئی راستہ سوچو تو وہ لوگ کہیں گے۔  
 اسْتَبْرَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا هُمْ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ  
 کچھ بھی نہیں کہہ سکتے ہم بری الذمہ ہیں تو اب یہ چھوٹے لوگ کہیں گے کہ اب کے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیجا تو اب ہم تمہاری پارٹی میں نہیں ہونگے اس لیے کہ تم نے ہم کو غلط راستہ بتلایا اور پھر وہ بددعا کریں گے۔

رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبَرَاءَنَا فَاصْلُواْنَا السَّبِيلَ  
 رَبَّنَا اَتِهِمْ صِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَلَعْنَهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا

اے اللہ ہم نے اپنے سرداروں کی مافی اولاہم نے  
 اپنے چوہدریوں کی مافی لیکن انہوں نے ہم کو

تیرے راستہ سے ہٹا دیا اے اللہ تو ان کے اوپر دو گنا عذاب ڈال دے اور اے اللہ تو ان کے اوپر اپنی لعنت کو برسائے میرے محترم دوست تو ایک بہت بڑا منظر

کل قیامت کا آنے والا ہے اور اس میں کھرے کھوٹے کا فیصلہ ہوگا یہ خبر انبیاء علیہم السلام نے اللہ کے پاس سے لاکر ہمیں دی اس کی تیاری کرنے کا زمانہ اس دنیا کا زمانہ ہے مرنے کے بعد پھر کوئی تیاری نہیں کر سکتا۔ جب قبر میں آدمی چلا جاتا ہے تو پھر حالات برپہ کئے چاہے اچھے ہوں یا برے لیکن انتظام کی طاقت ختم ہو گئی موت کے معنی کیا ہیں۔ انسان کے اندر انتظام کی طاقت کا ختم ہو جانا دنیا کے اندر اگر خدا نخواستہ سانپ آجائے تو آدمی ڈنڈے سے مارے گا یا کم از کم بھاگ جائے گا آگ لگ جائے تو پانی سے بجھائے گا اگر روشنی بند ہو جائے تو آدمی مارچ وغیرہ جلائے گا اور بھوک لگ جائے تو کھانا وغیرہ جا کر کھائے گا اور اگر پیاس لگے تو ڈول رستی سے کھینچ کر پانی پی لے گا یہاں آدمی پر اگر کوئی حال آئے تو اس کی قوت انتظام موجود ہے اور موت کے یہ معنی ہیں کہ آدمی کے اندر سے قوت انتظام ختم قبر کے اندر سانپ تو آیا ہٹانے کی طاقت ختم اندھیرا آیا اجالا لانے کی طاقت ختم پٹائی ہو رہی ہے اس سے بچنے کی طاقت ختم

**دنیاوی سامان کام نہیں آئیگا** | اگر پانچ دس ڈنڈے رکھ بھی دیں شتہ وار تو دنیا کے ڈنڈوں سے قبر کے سانپ

نہیں مرتے اور دنیا کے پانی سے قبر کی آگ نہیں بجھتی۔ دنیا کے مارچ سے قبر کا اندھیرا دور نہیں ہوتا اور دنیا کی چیزوں سے قبر کے اندر سہولت نہیں ملتی وہاں جب آدمی دیکھے گا کہ کوئی راستہ نہیں تو پھر وہ اللہ سے یوں کہے گا اے میرے اللہ میرے کو تو واپس لوٹا دے اتنا تو وہ بھی جانے گا کہ قبر میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہاں پر تو میں نماز نہیں پڑھ سکتا یہاں پر میں روزہ نہیں رکھ سکتا۔ تسبیح تلاوت نہیں کر سکتا۔

اے اللہ تو مجھے واپس بھیج دے، کتنی بڑی دولت یہ دنیا کی زندگی تھی جو میرے ہاتھ سے نکل گئی اب میرے کو معلوم ہوا کہ دنیا میں اگر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا تو میرے کو بدلہ ملتا۔ دنیا میں اگر دعوت کا کام کرتا تو جتنے انسانوں میں دعوت کا کام پہنچتا اور جتنے انسانوں میں دنیوالہ سی آتی ان سب کے برابر میرے کو اے اللہ اجر ثواب ملتا۔ اب میرے کو تو دنیا میں واپس بھیج دے اب میری سمجھ میں بات آگئی اب میں دنیا میں جا کر اچھے اچھے کام کروں گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کلا بالکل نہیں۔

اور دیکھو ایک بات میں بتا دوں ادبیا

### دنیا وئی تکلیفوں کا سبب

ہے تاکہ انسان الٹا راستہ چھوڑ دے اور سیدھے راستہ پر آئے۔ دنیا کے اندر یہ تکلیفیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہیں دنیا کے اندر جب کوئی غلط راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ تبیہ کے طور پر تکلیفیں ڈالتے ہیں اور ان تکلیفوں کا منشاء اور ان میں مصلحت اللہ کی ہوتی ہے وہ یہ کہ نَعْلَهُمْ يَرْجِعُونَ۔ بار بار اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ چھوٹی تکلیفیں ہیں ڈالتا ہوں تاکہ تم پلٹا کھا جاؤ یعنی ضلالت چھوڑ دو اور صبح راستہ پر آ جاؤ اور دیکھو میرے محترم دوستو یہ باتیں جو میں آپ کو بتلا رہا ہوں یہ باتیں بتلانا کام تھانہبیوں کا یہ باتیں موسیٰ علیہ السلام کے بتانے کی تھیں اور عیسیٰ و حضرت نوح علیہما السلام کی انبیاء علیہم السلام دعوت دیا کرتے تھے لوگوں کے دلوں میں اللہ کی عظمت اور بڑائی پیدا کیا کرتے تھے۔ مرنے کے بعد والی زندگی انہیں بتلاتے تھے۔ اور چھپی ہوئی باتیں اللہ ان پر کھولتا تھا وہ انہیں بتایا کرتے تھے اور اللہ کی بڑائی کو اتنے ذوروں پر بیان فرماتے تھے تاکہ ان کا ذہن بنے یہ کام تھانہبیوں



کا لیکن حضور علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کر کے اب یہ سارا کام امت پر ڈال دیا تو ہم بحیثیت امتی ہونے کے ان باتوں کو آپ حضرات کے سامنے بیان کرتا ہوں اور آپ حضرات بحیثیت امتی ہونے کے اس دعوت کو لے کر پورے عالم میں پھیل جائیں گے کیونکہ لوگ اگر بغیر ایمان کے مرجائیں گے تو مرنے کے بعد ان کے پاس کوئی راستہ نہیں مرنے سے پہلے اگر ان کا ذہن بنایا جائے تو ان کا ذہن بن سکتا ہے اور اگر ان کا ذہن بنا وہ ایمان و عمل کی طرف آگئے تو ہم سچ کہتا ہوں وہ ایسی قدر کریں گے اور جتنے آدمی دیندار ہی پر آتے چلے جائیں گے ان سب کے برابر آپ کو ثواب ملے گا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کو وقت ملا دنیا میں کام کا زیادہ لیکن کام ملا حضورِ احقر نوح علیہ السلام کو کام کتنا ملا۔ صرف اپنی قوم کے اندر دین کا کام کرنا تھا اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ لٰكِن دَعْوَتُہٗ كِی لَآئِن كِی عَمْرُكُتَنِی مَلِی سَاڑھے نو سو سال تو ہر نبی کو کام ملا حضورِ اور وقت ملا زیادہ لیکن

ہمارے نبی علیہ السلام کو اللہ نے کام دیا زیادہ، پورے دین کو زندہ کرنا

## ہمارے نبی کے کام کی مدت

لیکن وقت کتنا ملا۔ ۴۴ سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اور ۶۳ سال کی عمر میں آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو وقت ملا آپ کو صرف ۶۳ سال کا حضور علیہ السلام نماز کو یا صرف روزہ کو زندہ کرنے کے لیے تشریف لائے ہوں ایسی کوئی بات نہیں بلکہ ہر شعبہ میں دین زندہ ہو جائے اگر اللہ نے چھوٹی سی دوکان دی ہے تو اس چھوٹی سی دوکان کے اندر دین زندہ کر دو اور اگر اللہ نے ایک چھوٹا سا گھر ایک بیوی دو بچے دیئے ہیں تو ان میں دین زندہ کر دو۔

اس کا انتظار نہیں کرنا چاہیے جب ہمارے  
**دینی محنت اور ملک مال** ہاتھ میں ملک و مال آئے گا تو پھر دین زندہ

کریں گے۔ جب تو اپنی دکان اور اپنے گھر میں دین کو زندہ نہیں کر پاتا تو پورے ملک  
 میں کیا امید رکھیں گے کہ تو دین کو زندہ کرے گا بھائی تیرے بس میں جتنا ہے اتنا  
 دین تو زندہ کر لے پھر دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں دین کی دعوت کا جتنا کام  
 حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کے صدقے مرحمت فرمایا دنیا میں کہیں بھی جا کر یہ کام کیا  
 جب تک لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا اس وقت تو لوگوں نے مخالفت کی۔ لیکن جب  
 ان کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ یہ لوگ ہم سے کچھ نہیں چاہتے بلکہ ایمان کا زندہ کرنا،  
 اخلاق کا زندہ کرنا انسان میں انسانیت کا لانا یہ چاہتے ہیں اور عملاً لوگوں کو تجربہ  
 بھی ہو گیا کہ جو لوگ اللہ کے دین کی محنت میں لگے تو انہوں نے رشوتیں چھوڑ دیں۔  
 انہوں نے دھوکہ دینا چھوڑ دیا اور بیٹوں نے باپ کی فرمانبرداریاں شروع کر دیں اور شوہر  
 نے بیویوں کے حقوق ادا کرنے شروع کر دیئے اور ان کے دلوں میں آخرت کا فکر آیا  
 پھر جتنے مخالفت کرنے والے تھے ان کے دلوں میں بھی ان کی محبت پیدا ہوئی اور  
 اللہ تعالیٰ نے کام کو آسان کر دیا ایسی جگہوں میں جہاں دہریت کی فضا ہے اللہ  
 نے وہاں پر ہدایت کے علمبرداروں کو اپنی قدرت سے کھڑا کر دیا۔ دین کا پھیلانا  
 کام خدا کا ہے اور قلوب انسانہ میں ہدایت کا اتارنا یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ لیکن یہ  
 دنیا چونکہ دارالاسباب ہے اور ہر چیز سبب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس چیز کو وجود  
 میں لاتے ہیں مرد و عورت ملنے ہیں تو اولاد پیدا ہوتی ہے اولاد کا پیدا کرنا کام خدا کا ہے  
 لیکن سبب کے درجے میں انفرادیت ممتنعون مرد و عورت، کاملنا ضروری

ہوگا یوں اللہ کو قدرت ہے کہ مرد و عورت کے ملے بغیر بھی انسان بنا دے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے بنایا اور حضرت ہوا کو بغیر ماں کے بنایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے بنایا۔

قدرت تو اللہ کی ہر چیز پر ہے لیکن ترتیب اللہ کی ہر چیز کے لیے یہ ہے کہ انسان اسباب اختیار کرے اس کے بعد ارادہ اگر اللہ کا ہو جائے تو اس پر نتیجہ ضرور مرتب ہوگا اسی طرح پورے عالم کے بسنے والوں کے دل تو ہیں اللہ کے قبضہ میں اور اللہ کے ایک اشارہ اور ایک ارادہ پر سب کے دلوں میں ہدایت آسکتی ہے لیکن چونکہ اللہ نے دنیا کو دارالاسباب بنایا ہے اسی بنا پر جیسے انبیاء علیہم السلام نے جان و مال کی قربانی کے ساتھ دعوت کی اس لائن پر محنت کی ایسی دعوت کی محنت جب یہ امت کرے گی تو پھر اللہ تعالیٰ قلوب انسانہ کو اپنی طرف پلٹ دیں گے اس کا تجربہ صحابہ اکرام کے دور میں اور آج کے دور میں بھی ہوا جہاں پر صحیح اصولوں کے ساتھ جانی اور مالی قربانیوں کے ساتھ نقل و حرکت ہوئی تو وہاں کے رہنے والے انسانوں کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے پلٹ دیا اور ایک عمومی فضاء دین کی بنی ماحول دین کا بنا۔

لیکن میرے محترم دوستو! جب **عناد و ہٹ دھرمی باعث محرومی** آدمی عناد کی وجہ سے یا ضدی پن

کی وجہ سے یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہٹ دھرمی پر آجائے تو کتنا ہی دینی ماحول بنے اسے ہدایت نہیں کہتے جیسے فرعون سمجھ تو ساری بات گیا لیکن اسے ہدایت نہیں ملی جادوگر وں کو مل گئی جو اس کی حمایت میں آئے تھے یہ مطلب نہیں کہ فرعون سمجھا نہیں تھا۔ لیکن اس کے اندر ضدی پنا تھا۔ وَحَجَّجُوا بَهَا وَاسْتَقْبَلَتْهَا أَنْفُسُهُمْ



ظُلُمًا وَعَدًا تو پھر چاروں طرف دعوت کی وجہ سے ماحول ایمان کا بنسگاتو پھر  
 سلیم الفطرت قسم کے جو انسان ہوں گے جن کے دلوں میں مہٹ دھرمی عناد اور ضدی  
 پن نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قلوب کو ایمان کی طرف پلٹ دیں گے۔ البتہ ضدی پن  
 والا اور عناد و عصبیت والا آدمی محروم رہتا ہے۔ جب تک وہ عناد و پرہیز ابوہل  
 بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری بات سمجھ چکا تھا۔

اس کے تنہائیوں کے جملے جب ابو سفیان  
 ابوہل کا خاندانی عناد اڑے آیا | نے تنہائی میں جا کر اس سے پوچھا تو

اس نے صاف کہہ دیا کہ ہمارے خاندان میں اور رسول اللہ کے خاندان میں چھپش  
 سالہا سال سے چل رہی ہے انہوں نے حاجیوں کو پانی پلانا شروع کیا تو ہمارے  
 خاندان نے بھی حاجیوں کو پانی پلانا شروع کر دیا آگے نہیں بڑھنے دیا۔ انہوں نے  
 حاجیوں کو کھانا کھلانا شروع کیا تو ہمارے خاندان نے بھی کھانا کھلانا شروع کر دیا  
 آگے نہیں بڑھنے دیا۔ لیکن اب ہمارے درمیان ایک بات ایسی آگئی کہ ان کے خاندان  
 میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ حضرت محمد ہیں اور دعویٰ کر کے اس  
 کی دلیل بھی لے آئے اب یہاں پر ہم بکیس و بے بس ہیں ہم کسی آدمی کو نبوت کا  
 دعویٰ کرنا نہیں کر سکتے چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تو  
 انہوں نے دلیل مانگی کہ آپ جو یہ کلام اللہ کا ہمارے پاس لاتے ہیں یہ اللہ کا کلام  
 نہیں بلکہ یہ تم اپنی طرف سے گھڑ کر لاتے ہو تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت آسان  
 ترکیب میں بتاتا ہوں۔

اپنی نبوت کے قیل کرنے کی وہ یہ کہ جیسا کلام میں  
**قرآن کا چیلنج پوری دنیا** بتا رہا ہوں بے پڑھا تم سارے پڑھے لکھے مل کر

ایسا کلام بناؤ نہیں کر سکتے تو فرمایا چلو ایک آیت بنا لو۔ فَاٰیٰتُنا بَعْدَ یٰتِ مِثْلِهٖ  
 اِنْ کَانُوْا صٰدِقِیْنَ۔ بدر کے انداء تہ اور شیبہ اور ولید یہ سارے کے سارے  
 گلہ کھوانے کو تیار ہیں۔ لیکن قرآن پاک جیسی ایک سورت بنانے کو تیار نہیں یہ اگر  
 ان کے بس ہیں ہوتی تو گلہ کھوانے سے آسان صورت بنا کر لے آتے اور یہ کہہ دیا گیا کہ  
 نہ تو تم بنا سکتے ہو اور نہ قیامت تک اگر سارے مل جل بھی جائیں تو نہیں بنا سکتے۔  
 میرے محترم دوستو! جب نبی اللہ کی طرف سے کوئی بات کہتا ہے اور وہ بات  
 عام نظروں کو دکھائی نہیں دیتی اور عام آدمیوں سے وہ منوانی ہوتی ہے تو نبی کو سب  
 سے پہلے اپنی نبوت کی دلیل پیش کر فی ہوتی ہے اور ہر نبی معجزہ لے کر آیا اور نبی کا  
 معجزہ آسان تھا اس لیے کہ ہر نبی بات کرے گا۔ جنت کی جہنم کی عذاب کی قبر کی اور  
 یہ وہ ساری چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتیں اور جو چیز  
 آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتی وہ چیز بتانے والا پکا اور صحیح ہو تو مافی جائے گی ورنہ  
 نہیں مافی جائے گی اس لیے اللہ جل جلالہ نے جسے اپنا نبی بنا کر بھیجا اس کے ساتھ  
 معجزہ بھی دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا آسان سا معجزہ دیا  
**حضرت موسیٰ کا معجزہ** کہ جادوگر جو بالکل فرعون کی حمایت میں آئے

تھے انہوں نے جب ڈنڈے کو سانپ بننے دیکھا تو وہ سارے سمجھ گئے کہ یہ جادو  
 نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت ہے اور ان جادوگروں نے سمجھ لیا کہ موسیٰ علیہ السلام جب اللہ

کے بنی ہیں تو نبی کی بات کا نہ ماننا اپنے آپ کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ فوراً سارے کے سارے سجدہ میں پڑ گئے اور ایمان لے آئے۔ انہیں یہ بات معلوم تھی کہ ہم اگر ایمان لے آئے تو فرعون نے جن انعامات کے دینے کا اعلان کر رکھا ہے ان سے ہم محروم رہیں گے۔ بلکہ فرعون بڑی سخت قسم کی سزائیں دیتا ہے تو سخت قسم کی سزائیں ہیں ہمیں جانا ہوگا۔ لیکن ایمان والے بنے اور فرعون سے کہہ دیا کہ تیرا اگر بس چلتا ہے تو ہماری موت تک چلتا ہے ہم مر جائیں گے تو اس کے بعد تو کچھ نہیں کر سکتا۔

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جب یہ ایمان لائے جا دو کہ جو فرعون کی حمایت میں آئے تھے تو تاریخی روایات سے یہ بات ملتی ہے (حدیث نہیں ہے) کہ لاکھوں کا مجمع جو وہاں پر دیکھنے والوں میں تھا وہ لاکھوں کا مجمع ایمان والا بن گیا اور فرعون کی سلیم جو وہاں پہنچل سراسے میں تھی وہ ایمان والی بنی اور فرعون کے دربار کا ایک درباری وہ بھی ایمان والا بنا اس نے اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا اور ہیں بناؤں اس سے بھی آگے کہ فرعون کے اپنے وجود کے اندر کا بھی یقین بنا کہ یہ بات بokus نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے لیکن اس بات کو اگر میں مانوں تو میری مونچھ بچی ہو جائے گی میری ناک کٹ جائے گی بس اس کی سرکشی نے اسے بات کے ماننے سے روکا ورنہ سمجھ میں اس کے بھی آگیا تھا اور اسی کو قرآن کہتا ہے۔

وَجَدُوْا بَیْہَا وَاسْتَقْنَتْہَا اَنْفُسُہُمْ ظُلْمًا وَّعَدُوًّا

انکار جو تھا وہ سرکشی کی وجہ سے

**فرعون کا عباد کی وجہ سے انکار** | تھا۔ اپنی بلندی اور بڑائی کی وجہ سے

سے تھا اور ابو جہل کا جو انکار تھا وہ صرف مونچھ کی وجہ سے اور یہ کہ ناک اونچی ہے

اس وجہ سے نہیں تھا کہ بات سمجھ میں نہیں آئی بلکہ حضور علیہ السلام نے ایسی بات کہہ دی کہ آج تک کی رہتی دنیا اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا معجزہ مرحمت فرمایا کہ قیامت تک اس امت کے ہاتھ میں اپنے نبی کا معجزہ ہوگا اور وہ معجزہ قرآن پاک ہے۔ تورات زبور اور انجیل جن زبانوں میں لکھی گئیں ان زبانوں کا جاننے والا ہمیں آج تک ایک نہیں ملا ہم انکار نہیں کر رہے کہ نہیں ہیں! ہوں گے لیکن ہمیں ان میں سے کسی کی زبان جاننے والا آج تک ایک نہیں ملا لیکن قرآن جس زبان میں اترا اس کے جاننے والے خدا کے دشمن بھی لاکھوں کی تعداد میں دنیا کے اندر موجود ہیں لیکن یہ سارے کے سارے مل کر قرآن جیسی ایک سورت نہیں بنا سکتے۔ حضورؐ مدینہ میں یہودیوں کے مدرسہ میں تشریف لے گئے اور جا کر یہ پوچھا کہ بتاؤ تورات کے اندر یہ موجود ہے کہ آخری نبی آنے والا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپؐ نے فرمایا کیا اس آخری نبی کے بارے میں یہ علامتیں لکھی ہیں انہوں نے کہا ہاں لکھی ہیں آپؐ نے فرمایا وہ نبی میں ہوں لاؤ تورات اور اس کے اندر لکھی ہوئی علامات میرے اندر دیکھ لو۔ اتنی پکی بات۔

یہودیوں کا عناد کی وجہ انکار | یہودی سمجھ گئے اور بات ان کی سمجھ میں آگئی لیکن عناد اور ضد ہی بن۔ انہوں نے کہا کہ سارے نبی آئے نبی اسرائیل میں تو نبیوں کا سردار نبی اسماعیل میں کیسے آگیا، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادے تھے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق حضرت اسحاق کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جس کا دوسرا نام



اسرائیل تھا تو دو سلسلے چلے ایک بنی اسرائیل کا دوسرا بنی اسماعیل میں تو کوئی بنی نہیں آیا سوائے بنی علیہ السلام کے اور بنی اسرائیل میں ہزاروں کی تعداد میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے تو یہودیوں میں یہ عناد تھا کہ اگر یہ بنی بھی بنی اسرائیل میں آئے تو ہم مانتے چونکہ بنی اسماعیل میں ہیں اس لیے نہیں مانتے! یہ بات یاد رکھنا کہ دعوت کی فضا جب ایمان کے ذریعہ دنیا میں بنتی ہے یا کہیں بھی تو جو سلیم الفطرت قسم کے لوگ ہوتے ہیں جنہیں عناد ضدی پنا اور مہٹ دھرمی نہیں ہوتی۔ البتہ پاک انہیں ہدایت سے محروم نہیں فرماتے۔ محروم ہدایت سے وہی شخص رہتا ہے جس میں ضدی پن ہو جس نے اس کی دل کی استعداد کو ختم کر دیا ہو۔

میرے محترم دوستو! ہمیں نہیں معلوم کہ کس کے دل کی صلاحیت باقی ہے اور کس کے دل کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے کیونکہ بعض مرتبہ وہ شدید مخالفت کرنے والا ایک موقعہ ایسا آتا ہے کہ اس کے دل میں بھی اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایمان والا بن جاتا ہے۔ جیسے علیہ السلام کے زمانہ میں ابوسہیان نے کتنی مخالفت کی اور صہیب ابن عمرو اور صفواں ابن امیہ اور اوسیس ابن غزیلی نے کتنی مخالفت کی اسی طرح ابولہب کے بیٹے عقبہ نے

لیکن ایک وقت  
مخالفت کر نیوالوں کے دل بالآخر نرم پڑ جاتے ہیں | ایسا آیا کہ جتنے

مخالفت کرنے والے تھے ان میں بہت سے ایمان والے بن گئے اور ایسے ایمان والے بنے کہ انہوں نے ایمان کو دنیا میں پھیلانے کے لیے اپنی جان مال تک کو قربان کر دیا اور اللہ کے راستے میں اپنے آپ کو شہید بنا لیا اس بنا پر ہم دنیا کے

کسی آدمی کے ہدایت پر آنے سے ناامید نہ ہوں ہمیں پوری دنیا کو اپنا میدان بنانا چاہیے۔ تو میرے دوستو! یہ دعوت کا کام تھا۔ انبیاء علیہم السلام کا لیکن ہمارے نبی علیہ السلام کے آنے پر نبیوں کا آنا تو ہو گیا بند وہ نبیوں والا سعاد مندی والا کام خوش نصیبی والا کام امت کو ملا۔ نبیوں کے اس کام سے جیسے اللہ کی رحمت برستی تھی جب یہ امت اس کام کو کرے گی تو ویسے ہی اللہ کی رحمت برے گی اور ساری دنیا کے انسانوں سے بے دینی ختم ہو کر دینداری آئے گی اور جب دینداری آئے گی تو یہ فضا میں جو پریشانیوں کی بنی ہوئی ہیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ اس طریقے سے یہ افراد ہی اور اجتماعی پریشانیاں دور کر دیں گے۔ جیسے ناک بند ہوا ایک آدمی اور وہ چونا روشن درگاہ ناک کے پاس لیجائے تو جس طرح اس کا ناک اور دماغ کھٹا چلا جاتا ہے اس طریقے سے اللہ تعالیٰ عالم کی پریشانیوں کو دور کر دیں گے اور آئندہ مرنے کے بعد والی پریشانیاں جو اس سے بھی زیادہ خطرناک قسم کی پریشانیاں ہیں جسکی طرف آدمی کا دھان بھی نہیں جاتا۔ کیونکہ مرنے کے بعد والی زندگی کو آدمی سرسری سمجھتا ہے اور سرسری اس لیے سمجھتا ہے کہ کمال سے دکھائی نہیں دیتا بہت سے آدمی تو بیچارے اسی کے اندر ڈوب رہے ہیں ہم ایک سفر میں ہوائی جہاز

**ایک دہریہ سے حضرت کی بات چیت** | میں تھے ایک دہریہ ہمارے

پاس بیٹھا ہوا تھا اس سے ہم نے تھوڑی سی بات کی وہ ذرا مانوس ہوا وہ ٹرک اور دید وغیرہ کو بھی نہیں مانتا تھا، اس کا رخ دہریہ کی طرف تھا اس نے کہا ملوی صاحب، میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اس نے کہا دنیا کے کہ وڑھا کو وڑ

آدمی اللہ کو مانتے ہیں مسلمان بھی ہندو بھی کہ سچین بھی یہود و نصاریٰ بھی اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ان میں سے کسی نے اللہ کو دیکھا تو نہیں ہے پھر یہ اللہ کو جو دکھائی نہیں دیتا کیسے مانتے ہیں اس نے کہا مولوی صاحب! معاف کرنا میں نے بہت سے جوگیوں سے پوچھا لیکن وہ میرے کو اطمینان نہیں دلا سکے۔ کیونکہ میرے ماں باپ بھی اسی لائن کے تھے چونکہ آپ کی باتوں سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ شاید تم مجھے سمجھاؤ کہ جو اللہ ہمیں دکھائی نہیں دے رہا اسے کیسے مانیں! میں نے کہا دیکھو وہ ڈاکٹر تھے اور ٹوکیو سے کوئی ڈگری لے کر بھی آرہے تھے اور اپنے وطن جا رہے تھے میں نے کہا دیکھو دنیا کے کھڑوں آدمی کہ وڑوں چیزوں کو مانتے ہیں بغیر دیکھے اور ان ملکوں میں بھی جہاں دہریت پھیلی ہوئی ہے وہاں پر بھی کہ وڑوں انسان کہ وڑوں چیزوں کو بغیر دیکھے مانتے ہیں اس نے کہا مولوی صاحب کہ وڑوں کو تو چھوڑو ہمیں ایسے دوچار آدمی ہی بتلا دو میں نے کہا ڈاکٹر صاحب ایک شرط ہے کہ بغیر دیکھے جو چیز مانی جاتی ہے وہ کسی علامت اور نشانی سے مانی جاتی ہے یا تو چیز کو دیکھ کر آدمی مانتا ہے اور بغیر دیکھے اس وقت مانتا ہے جب اس کی نشانی اور علامت موجود ہو۔ وہ ذرا سچ میں پڑا میں نے کہا گھبراؤ نہیں میں تمہیں بتاتا ہوں۔

میں نے کہا کہ تمہاری عقل اور میری

**بغیر دیکھے مانی جانے والی چیزیں | عقل اور جہاز میں جتنے آدمی بیٹھے**

میں کسی کی عقل دکھائی نہیں دیتی اور بتاؤ زندگی میں آپ نے کوئی ایسا آدمی دیکھا ہو جس کی عقل دکھائی دیتی ہو تو اب عقل کو بغیر دیکھے مانتے ہو یا نہیں اس نے کہا مانتا ہوں میں نے کہا اندازاً کہیں مانتے بلکہ علامت مانتے ہیں آپ میرے

کو عقل والا کہہ لیں کیونکہ میرے میں عقل والی نشانی ہے وہ یہ کہ آدمی ہلکی ہلکی باتیں نہ کرنے اور آدمی ڈھنگ کے کام کرے تو اس کے اندر عقل ہے اور جب آدمی کی عقل کھوجاتی ہے تو ہلکی ہلکی باتیں کرتا ہے پھر مارتا ہے گالیاں دیتا ہے اس نشانی سے آپ نے عقل کو مانا آپ نے دیکھ کر نہیں مانا اس نے کہا یہ بات تو ہے دکھائی نہیں دیتی بغیر دیکھے نشانیوں اور علامات سے مانا۔ میں نے کہا دوسری مثال آپ کے اندر اور میرے اندر روح ہے جان ہے اور یہ روح اور جان آپ نے کسی کی دیکھی ہے اپریشن جب کرتے ہو آپ تو یہ روح اور جان اس وقت بھی دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن روح کو جو مانا بغیر دیکھے نشانی سے مانا وہ نشانی کیا ہے وہ آدمی کی آنکھ دیکھتی ہے کان سنتے ہیں۔ ہاتھ پکڑتے ہیں۔ ناک سونگھتی ہے پاؤں پکڑتے ہیں یہ نشانیاں ہیں ان سے آپ نے پہچان لیا آدمی زندہ ہے۔ سوئے سانپ پر چونٹی نہیں آتی مرے سانپ پر آتی ہے۔ سوئے آدمی کو گدھ نہیں کھاتا مرے آدمی کو گدھ کھاتا ہے۔ میں اور آپ روح کو مانتے ہیں جیونٹی اور گدھ بھی روح کو مانتے ہیں حالانکہ دکھائی نہیں دیتی وہ اور زیادہ ساونڈا ہوا اور ہوائی جہاز میں چاروں طرف کا مجمع اور جتنے اردو جاننے والے تھے سب متوجہ ہو گئے ہیں نے کہا دو چیزیں ہیں نے بتائیں عقل اور روح دونوں کو بغیر دیکھے مانا۔ ایک تیسری چیز کے لئے۔ جنگل بیابان کے اندر کوئی مکان بنا ہوا آپ نے دیکھا تو فوراً یہ بات آپ کے ذہن میں آئے گی کہ یہ مکان خود نہیں بنا کوئی اس کا بنانے والا ہوگا۔ آپ نے اس کے بنانے والے کو دیکھا اس نے کہا نہیں تو میں نے کہا کہ تم نے اس مکان کے بنانے والے کو مانا بغیر دیکھے لیکن آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ وہ مکان



بنانے والا کالا ہے یا گورا ہے اس نے کہا یہ نہیں بتا سکتا۔ میں نے کہا لیکن اتنا آپ کو ماننا پڑے گا کہ بنانے والا ہے اس نے کہا ماننا ہوں میں نے کہا مکان نشانی ہے اس بات کی کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ میں نے کہا ایک چوتھی بات لے لو میں آپ کو ڈاکٹر ماننا ہوں۔ کیونکہ آپ کو کالج جاتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا وہ سرٹیفکیٹ میں نے نہیں دیکھا۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ کو ڈاکٹر ماننا ہوں کیونکہ وہ نشانی آپ کے اندر ہے کہ آپ بیماروں کو رکھتے ہیں دوا دیتے ہیں۔ طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ نشانی ہے اس بات کی کہ آپ ڈاکٹر ہیں۔ اس نشانی سے میں نے آپ کو ڈاکٹر مانا اس کے بعد پانچ ویں بات ہے۔ پھر چھٹی بات نہیں بتاؤں گا کیوں کہ میں تو کہ وڑوں میں آخر کہاں تک بتاؤں گا پانچویں بات یہ ہے کہ بے پڑھا بھی اس کو ماننا ہے اس نے کہا وہ کیا میں نے کہا جنگل بیا بان میں کوئی اونٹ گذر گیا۔ ایک دیہاتی نے اونٹ کو جانے ہوئے تو دیکھا نہیں لیکن اس کی میٹگنی اور اس کے چلنے کے نشانات دیکھ لے تو اس نے بغیر دیکھے اونٹ کو مانا کہ نہیں۔ اس نے کہا ہاں مانا۔ میں نے کہا اونٹ دیکھا تو نہیں۔ اس نے کہا نہیں میٹگنی سے اور اس کے پیروں کے نشانات سے۔ تو میں نے کہا کہ بغیر دیکھے ایک بے پڑھا آدمی اونٹ کو ماننا ہے اس کی نشانی سے تو آپ ڈاکٹر صاحب پڑھے لکھے اور کہ وڑوں پڑھے لکھے ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس قدر بڑا آسمان اتنی بڑی زمین اتنا بڑا چاند اور مٹی کے دو قطروں سے اتنے بڑے انسان کا بننا چھوٹے سے بیج سے اتنے بڑے درخت کا بننا۔ یہ ساری باتیں اس بات کی نشانی نہیں ہیں کہ ان کا بنانے والا بھی ہے میٹگنی سے اونٹ تو سمجھ میں آگیا اور آسمان زمین سے

اسی کا بنانے والا سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے کہا اس بنانے والے کو ہم اللہ کہتے ہیں اور بغیر دیکھے اس کو ماننے میں لیکن نشانی سے مانتے ہیں۔ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِلَافُ السِّنِّكُمْ وَالْوَيَاتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ .

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے زمین اور آسمان ہے بغیر کسی کھجے کے بنا ہوا ہے۔ ہزاروں سالوں کے گزرنے کے باوجود اس میں کوئی دراز نہیں پڑی اور ہزاروں سالوں سے زمین اپنے نظام پر قائم ہے اور اللہ کی نشانی میں سے تمہارے لہجے اور تمہاری آوازوں کا الگ الگ ہونا اور تمہاری صورتوں کا الگ الگ ہونا یہ نشانی ہے اللہ کی۔ اللہ کی صفت خلق کو دیکھئے جتنے انسان اللہ نے بنائے اتنی آوازیں اور صورتیں اللہ نے بنائیں .

اللہ کے خزانے کے اندر صورتیں اور آوازیں بے حساب ہیں۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر آج تک جتنے انسان اللہ نے بنائے اور آئندہ جتنے بنائیں گے اتنی آوازیں بنائیں گے حالانکہ ہر ایک کو وہی دوا نکھیں۔ وہی دوکان وہی ایک ناک وغیرہ یعنی فرق نہیں ہے کہ ایک باپ کے دس بیٹے کہ کسی کو پہچاننے کے لیے تین آنکھیں اور پانچ کان دے دیئے۔ ایسا نہیں ہے۔ خدا نے سب کو برابر کر دیا ہے صورت آپ دیکھیں کہ لاکھوں کی تعداد میں ہر آدمی کی صورت بدلی ہوتی ہے۔ تو اللہ کے خزانے میں ہر ایک چیز بے حساب ہے .

دنیا چھوٹا برتن ہے یہاں اللہ تعالیٰ

تھوڑا تھوڑا ڈالتے ہیں۔ آخرت بڑا

دنیاوی چیزیں اور خدائی طریقہ

برتن ہے وہاں پر اللہ تعالیٰ زیادہ ڈالیں گے۔ جیسے تہ بوز کا ایک بیج ملے لو اس  
 کے اندر اگر کوئی کھے کہ کروڑوں تہ بوز ہیں تو یہ بات بھی اس نے پوری نہیں کہی  
 اگر کوئی کھے کہ ایک بیج میں بے حساب تہ بوز ہیں تو یہ بات اس نے پوری کی۔  
 اس لیے کہ ایک بیج کو لے کر آپ نے زمین میں ڈالا۔ اس کو پانی دیا اس کی بیل نکلی  
 چار مہینے کے اندر اندر ایسے دس تہ بوز تیار ہو گئے۔ اب دس تہ بوز جو تیار ہوئے  
 تو پھر ہر تہ بوز کے اندر بیسیوں بیج ہیں اور ہر بیج کے اندر دسیوں تہ بوز ہیں۔ لیکن اللہ  
 پاک نے ایسا انتظام کیا کہ سارے تہ بوز ایک ساتھ ہی تیار نہیں ہو جاتے ورنہ اللہ  
 پاک تو اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ یہ دھیمے دھیمے جو دے رہے ہیں سارے  
 ایک دم دے دیں تو یہ زمین و آسمان کا سارا خلاء تہ بوزوں سے بھرا ہوا ہو۔ ریل  
 اور موٹر اور ہوائی جہاز اپنی اپنی جگہ پر جام ہو جائیں۔ ہم اور آپ اپنی اپنی جگہ پر جام  
 ہو جائیں۔ ایک دوسرے کو دیکھنا مشکل ہو جائے۔ پھر آسمان و زمین کے اندر  
 جتنے تہ بوز ہوں گے ان میں سے ہر ایک میں پھر بیسیوں بیج اور دسیوں تہ بوز  
 ہوں گے۔ اگر کوئی کھے کہ ایک بیج میں بے حساب تہ بوز ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک  
 ایک ذرے میں کائنات بھر رکھی ہے لیکن اللہ جل شانہ اس دنیا میں دھیمے  
 دھیمے ہر چیز کو چلاتے ہیں ایک دم سے نہیں چلاتے اب دیکھیں تہ بوز جو نکلا اس  
 کے اندر کالال لال گو دا کھایا انسان نے اور اس کے اوپر کاموٹا چھلکا کھایا بھینس  
 نے۔ اور اس کے اندر کے دانے یہ کھائے مرغی نے۔ مرغی نے جو دانے کھائے  
 تو اس کے اندر بنا انڈا اور بھینس نے جو چھلکا کھایا تو اس کے اندر دودھ بنا۔ اب  
 اس انسان نے اس گو دے کو الگ کھایا انڈے کو الگ کھایا اور دودھ کو الگ

پیارے یہ سب چیزیں اللہ نے انسان کی تربیت کے لیے بنائی ہیں۔ ”الْحَمْدُ لِلّٰهِ  
 لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ پالنے والے اللہ ہیں میرے محترم دوستو! یہ ساری باتیں  
 میں اس لیے کہ رہا ہوں کہ آپ حضرات کو پورے عالم میں جا کر دعوت دینی ہے  
 اور پورے عالم میں دعوت کی فضا بنانی ہے کیونکہ کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اور دنیا کے اندر اللہ پاک نے جو ہمیں بھیجا

**انسانی بعثت کا مقصد** | وہ اسی کام کے لیے بھیجا ہے ہمیں کھانے

اور کمانے کے لیے نہیں بھیجا۔ کھانا کمانا تو ہماری ایک ضرورت کی چیز ہے تو اس  
 کے اندر ہمیں بقدر ضرورت لگنا ہے ہماری دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت اللہ کے  
 بندہ ہونے کی دوسری حیثیت نبی علیہ السلام کے امتی ہونے کی۔ اللہ کا بندہ ہونے  
 کی حیثیت سے ہمارا مقصد زندگی بندگی ہے اور حضور علیہ السلام کا امتی ہونے کے  
 اعتبار سے ہمارا مقصد زندگی دعوت ہے۔ عبادت کا معنی اللہ کی بات کو ماننا اور  
 دعوت کا معنی اللہ کی بات کے منوانے کی کوشش کرنا۔ منوانا تو کسی کے بس میں نہیں  
 ہے۔ ہم اپنی بیوی اور اپنی اولاد کا دل بھی نہیں پٹ سکتے بلکہ خود اپنا دل بھی نہیں  
 پٹ سکتے اتنے بڑے مجمع کا دل پٹنا مقرر کے ہاتھ میں نہیں ہوتا بلکہ دلوں کو پٹ  
 کھلانا خود اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے ذمہ اللہ جل جلالہ و عظم نوالہ نے کوشش  
 رکھی ہے۔

اور دیکھو ایک بات میں بتاؤں گا

**دین کا کام کرنے میں رکاوٹ** | کیا چیز بنتی ہے۔ دین کا کام کرنے

میں رکاوٹ کا رو بار اور کھیتی بنتی ہے اس میں ایک بات اچھی طرح سمجھ لو اور ذہن



میں سمجھاؤ کہ دنیا و روزی اور مال یہ اللہ ہر آدمی کو اتنی دے گا جتنی اس کے لیے لکھ رکھی ہے۔ اس سے کم اور اس سے زیادہ نہیں دے گا۔ روزی کا معاملہ عقل اور محنت پر نہیں۔ روزی پر محنت کرنی تو پڑے گی۔ آدمی محنت کرے لیکن ایک بات ذہن میں سمجھائے کہ روزی محنت زیادہ کرنے پر زیادہ اور کم کرنے پر کم ملے گی یا عقل زیادہ ہوگی تو زیادہ ملے گی اور عقل اگر کم ہوگی تو کم ملے گی۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ زمین اور آسمان کے بننے سے پچاس ہزار پہلے اللہ نے ایک مخلوق بنائی جس کا نام قلم ہے۔

اس کے اوپر علم کا فیضان کیا تو جو کچھ ہونے والا تھا اور جس کو جو ملنے والا تھا وہ سب کچھ اس قلم نے لکھ دیا۔ اب جتنا ہمارے ہمارے لیے اللہ نے لکھ دیا وہ تو اتنا ہی ملے گا۔ ہم دنیا میں تجربہ کر کے دیکھ لیں قرآن کی آیت بتا رہی ہے اور عام تجربہ بھی یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **إِنَّ اللَّهَ يَسْطُرُ الْوَزْنَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ**

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے روزی زیادہ دیتا ہے چاہتا ہے روزی کم دیتا ہے۔ کہیں آپ یہ نہیں بتا سکو گے کہ زیادہ محنت کرنے پر روزی زیادہ اور کم محنت کرنے پر روزی کم ملے زیادہ عقل والے کو زیادہ اور کم عقل والے کو کم ملے اور تجربہ بھی بتاتا ہے کہ زیادہ محنت پر اگر روزی زیادہ ملتی تو یہ محنت اور مزدوری کرنے والے زیادہ کماتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ محنت اور مزدوریاں کرنے والے مشکل ہو رہے ہیں جیسے کہ ۸ گھنٹے

مزدوری کریں لیکن ایک تاجر بعض مرتبہ سودا کرتا ہے ایک مال کا پندرہ منٹ میں  
 اور دوسرے پندرہ منٹ میں اسے بیچ دیتا ہے اور سچا پس ہزار کا فائدہ ہو جاتا  
 ہے اسے تھوڑی محنت پر سچا پس ہزار روپے ملے اور زیادہ محنت کرنے والے کو  
 ۳ روپے ملے۔ اگر معاملہ محنت پر ہوتا تو مزدور کو زیادہ ملتے اور تاجر کو کم ملتے لیکن  
 ہم اس کا الٹ دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ مزدور کم  
 عقل والا ہے اور تاجر زیادہ عقل والا ہے تو روزی کا معاملہ عقل پر بھی نہیں ہے۔  
 کیونکہ بہت سے آدمی دنیا میں دیکھے گئے ہیں جنہیں لکھنا پڑھنا کچھ بھی نہیں آتا۔  
 اور خود اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے اور انگوٹھا کرتے ہیں لیکن کاروبار ان کا لاکھوں  
 کا چلتا ہے اور اس کاروبار کو کنٹرول کرنے کے لیے اور اس کا حساب کتاب  
 رکھنے کے لیے جو منشی رکھے جاتے ہیں بی کام اور ایم کام۔ ان میں سے ہر ایک  
 منشی کی تنخواہ ۲۵۰۰ روپے ماہانہ ہے۔ اب جو لوگ بی کام اور ایم کام ہیں ان  
 کی تنخواہ تو ۲۵۰۰ ہے اور جو انگوٹھا لگانے والا ہے اس کی روزانہ کی لاکھوں روپے  
 کی الٹ پلٹ ہوتی رہتی ہے تو اگر معاملہ عقل پر ہوتا تو پڑھا لکھا کہ وڑپتی اور انگوٹھا  
 لگانے والا ہزار پتی ہوتا۔

اب دیکھو اس میں کوئی عقل بھی زیادہ نہیں اور کچھ محنت بھی زیادہ نہیں  
 لیکن اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ وَالِیٰ بَاتِ ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے زیادہ دیتا  
 ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے اس کو تھوڑے وقت میں زیادہ دینا ملے  
 کہ دیا تھا زیادہ دے دیا۔ محنت بھی زیادہ نہیں عقل بھی زیادہ نہیں تدبیر  
 بھی زیادہ نہیں لیکن لوح محفوظ پر لکھا ہوا تھا مل گیا۔ ایک بات اگلی بھی سن لو کہ

دین اور ایمان یہ اللہ آدمی کو اتنا دیں گے جتنا آدمی محنت کرے گا۔ پورا قرآن اسی سے بھرا ہوا ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اور دوسری جگہ ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور اسی طرح سعی لَهَا سَعْيَهَا ہر جگہ کوشش کا ہے کہ جتنی کوشش کرو گے اتنا ملے گا لیکن مال و دولت جتنا اللہ نے لکھ دیا ہے اتنا ملے گا۔ بعض دفعہ آدمی کے پاس مال و دولت بہت ہوتا ہے لیکن ڈاکٹر نے اس کو کہہ دیا کہ تو گوشت نہیں کھا سکتا اس لیے کہ تجھے ایسی بیماری ہے کہ گوشت تجھے نقصان دے گا تو باورچی سے کہہ دیا کہ میرے دسترخوان پر میرے لیے دال نہ رکھے تو دیکھئے کہ وڑپتی کے سامنے تو پڑھی ہے دال اور اس کا باورچی غریب آدمی اس کے سامنے رکھا ہے مرغ، حلال کا حرام کا نہیں کیونکہ اس نے کہہ رکھا ہے کہ جو تو پکائے اس میں سے تجھے جو کچھ کھانا ہو کھالے۔ اس لئے میرے محترم دوستو! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل میں یہ بات بیٹھ چکی تھی اس لئے انہوں نے دین کے پھیلانے پر بے حد محنت کر ڈالی اور پورے عالم کے اندر فضاء بنا ڈالی اس لیے کہ ان کے دلوں میں قیمت ایمان کی بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ ۳ رکعت مغرب کی نماز اس کا اصل بدلہ جتنا ہے اللہ تعالیٰ اگر دے ڈالے تو پورے زمین و آسمان کے درمیان سما نہیں سکتا اس لیے اعمال کا بدلہ دینے کی جگہ اللہ تعالیٰ نے آخرت رکھی ہے۔

انسانی سوچ کی سطح ہر انسان کی ایک سطح ہے اگر وہ اپنے سے اوپر والے سال کا ایک ہے اس کے باپ کی سطح وہ ہے ۳۶ سال کا۔ نانا نے بچہ سے کہا

کہ یا تو جلیبی لے لے یا انگوٹھی اور وہ انگوٹھی پچاس لاکھ کی ہے مثلاً اس کے اندر سچا موتی جڑا ہوا ہے یہ سچہ اگر اپنی سطح سے کام کرے گا تو جلیبی لے گا لیکن باپ اسے سمجھاتا ہے کہ جلیبی نہ لے، وہ کہتا ہے کہ جلیبی بڑی سی ہے انگوٹھی چھوٹی ہے جلیبی میٹھی ہے انگوٹھی چکی ہے۔ یہ باتیں اس نے اپنی سطح سے کہیں لیکن باپ کی سطح بیٹے کی سطح سے اونچی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دیکھو اس انگوٹھی کے اندر جلیبی بھی ہے اور برقی بھی ہے اور اس کے اندر پنکھے بھی ہیں اس میں کار اور بنگلہ بھی ہے تو انگوٹھی کے اندر سب کچھ ہے۔ ۶ سال کا بچہ اسے بالکل نہیں سمجھتا۔ اور وہ اسے دیکھ کر کہتا ہے کہ اتنی چھوٹی سی انگوٹھی میں اتنی بڑی بڑی چیزیں کیسے آجائیں گی یہ اس کا باپ سمجھتا ہے کہ اس انگوٹھی کو جا کر بازار میں بیچا جائے پچاس ہزار روپے نقد ہاتھ میں لے لیا جائے تو پھر چوچا ہو خرید۔ میرے محترم دوستو! تیس سال کا فرق ہے اس تیس سال کے فرق میں ایک بیٹے نے باپ کی بات مانی جبکہ دوسرے نے نہیں مانی۔ تو ایک نے جلیبی لے لی اور کھا کر منہ میٹھا کر لیا اور دوسرے نے انگوٹھی لے لی تو وقت موجودہ میں وہ جلیبی والا بیٹا اسے کوں رہا اور وہ اسے برداشت کر رہا لیکن جب اوپہ کی سطح پر یہ دونوں پہنچے تو جس نے انگوٹھی لی تھی وہ تو بڑے عیش آرام میں ہے اور جس نے جلیبی لی تھی وہ کنگال ہے اور سر پہ ہاتھ رکھ کر یوں کہتا ہے ٹے کاش۔ میں اس وقت اپنے باپ کی مان لینا اور اتنا پریشان نہ ہوتا۔

میرے دوستو! اب اس سے آگے چلو۔ ایک تو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہماری اولاد ہے۔ ایک تو ہماری شان ہے اور ایک اللہ رب العزت کی شان ہم اتنے چھوٹے کہ چھوٹے ہونے کی کوئی حد نہیں ہے اور اللہ اتنے بڑے اتنے بڑے

کہ بڑے ہونے کی کوئی حد نہیں اب اتنا بڑا اللہ ہمیں نبیوں کے ذریعہ ہمارے اعمال کی قیمت بتلا رہا ہے اور چیزوں کا بے قیمت ہونا بتا رہا ہے۔ اگر اللہ کی اس بات کو جو نبیوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی مان لیں تو بیڑہ پار ہے اور جس نے نہیں مانی اس کا بیڑہ غرق ہے۔ ایک طرف ایک لاکھ روپے کا گاہک آگیا اور دوسری طرف عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اب جو آدمی اپنی سطح سے چلے گا تو وہ یہ سوچے گا کہ گاہک میں لگوں گا تو لاکھ ملے گا نماز میں لگوں گا تو پانچ بھی نہیں ملیں گے۔ لیکن اللہ کے بھیجے ہوئے نبی کیا بتا رہے ہیں۔ اللہ کے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ "پوری دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک اگر ٹھہر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتے لاکھ کی کیا حیثیت ہے

اور عصر کی نماز کے بارے میں ارشاد فرماتے

### نماز عصر چھوڑنے پر وعید

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس آدمی کی عصر کی نماز چھوٹ گئی تو گویا اس کے گھر بار والے اور سارا کاروبار تباہ ہو گیا کَانَمَا وَتَرَاهُلَهُ وَمَالُهُ یہ اونچی سمجھ کا دنیا دار اور کم سمجھ انسان جلیبی والے بیٹے جیسا انسان یوں سمجھتا ہے کہ عصر کی نماز چھوڑ دی لاکھ دو پھیلے یا اب گھر آکر دیکھتا ہے بیوی بھی زندہ ہے بچوں کو دیکھتا ہے وہ بھی زندہ اور گھر بھی سلامت ہے اب اس نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو احتراماً اس لیے مان لیا کہ احترام چونکہ اس کے دل میں ہے لیکن اس کا دل اسے نہیں قبول کہ راجاں حکم آتا ہے اللہ کے حکموں اور چیزوں کا دباؤں چیزوں کو لے لینا ہے۔ اور ملکوں کو چھوڑ دیتا ہے اور جہاں پر احکامات اور حالات کا مقابلہ آجائے



دہاں پر حالات سے متاثر ہو کر احکامات کو چھوڑ دیتا ہے۔ احکامات سے متاثر ہو کر حالات کو برداشت نہیں کرتا لیکن اسے معلوم کب ہوگا اسے موت پر معلوم ہوگا کہ جب دونوں مر گئے لاکھ لینے والا اور نماز پڑھنے والا۔ دونوں قبر میں چلے گئے ادھر سے قبر کا عذاب آیا لیکن دوسری طرف سے نماز آئی نماز نے اسے روک دیا اس نماز پر پانچ روپے اس وقت تو نہیں ملے لیکن بھیانک مصیبت جو قبر میں اس پر آ رہی تھی اس نماز کی وجہ سے رک گئی اور وہ دوسرا آدمی جس نے نماز چھوڑ دی اور لاکھ لے لیے اور یہ سمجھ رہا ہے کہ میری بیوی محفوظ میرا مال اور کیپٹل بھی محفوظ اب قبر کا عذاب آیا نماز تو تھی نہیں جو اس عذاب کو روکتی۔ عذاب نے اس کو کپڑا لیا۔ اب اس کی سمجھ میں آیا کہ اگر لاکھ کو چھوڑ کر نماز کو لے لیتا تو آج اس پریشانی سے بچ جاتا ارے دیکھنے کے اندر دکھائی دیتا ہے کہ مر گیا قبر کے اندر چلا گیا۔ بالکل مٹی ہو گیا اب کیا ہوگا۔ ارے اب وہ ہوگا جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ انسان سمجھتا ہے کہ جب مر گئے تو دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے۔ میرے محترم دوستو! دوبارہ زندہ کرنے والا اللہ ہوگا۔ جس نے تجھے آج زندہ کیا ہے بے شک تجھے دکھائی دیتا ہے کہ ذرہ ذرہ ہو گئے۔

لیکن اس وقت تجھے جو سوا پانچ فنٹ کا بدن دکھائی دیتا ہے یہ بھی تو اللہ نے ذرات سے بنایا ہے یہ جب مال کے پیٹ سے نکلا تو سوا بالشت کا تھا اور مال کے پیٹ میں چند انگل کا تھا۔ اس چند انگل کے بدن کو اللہ نے تین اندھیروں میں بنایا۔ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ماؤں کے پیٹوں میں تین تین اندھیروں

میں ترکیبیں بدل بدل کر بنانا ہے چند انگل کا بچہ لیکن اس میں آنکھ ناک کان ہنسی پسلی  
 پیچہ اور دانت ایک بھی نہیں اللہ کی شان ہے۔ کیونکہ اگر وہاں پر دانت بھی بنائے  
 جاتے تو دنیا میں آنے کے بعد ماں کی چھاتی سے دودھ کے ساتھ خون بھی پینا پڑتا  
 اللہ نے وہاں دانت نہیں بنائے۔

ہمارے اعضا اور خدائی قدرت | اور یہاں جو دانت بنائے اللہ کی  
 پوری قدرت اور پورا قابو ہے۔

ہمارے دانتوں پر سر کے بال اور ناخن بڑھتے چلے جاتے ہیں اور آپ اس کو کاٹتے  
 چلے جاتے ہیں لیکن اس طریقے پر اگر دانت بھی بڑھنے لگیں تو کتنی تکلیف ہو۔  
 اوپر والے دانت نیچے والوں سے ٹکراتے اور آپ کو ڈاکٹر کے پاس دانت گھسوانے  
 کے لیے جانا پڑتا یا گھر کے اندر دانت گھسنے کی مشین رکھنی پڑتی بہت بڑی مصیبت  
 ہم پر اور خم پر یہ ہوتی۔ اللہ کا بہت بڑا کرم کہ دانتوں کے بڑھنے کی ایک حد رکھی  
 ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھتے۔ زبان کی بھی ایک حد ہے اس سے آگے نہیں بڑھتی  
 کیونکہ زبان اگر بڑھتی تو سینے پر ٹکنتی، ہاتھوں پر اور پاؤں پر اور زمین پر گرتی تو مٹی  
 اس کے اوپر لگتی تو بولنا مشکل اور کھانا مشکل۔ زبان کو بڑھنے نہیں دیا۔ اسی طرح پلک  
 کے بالوں کو اللہ نے بڑھنے نہیں دیا۔ اتنے کے اتنے۔ اگر پلک کے بال نہ ہوں تو کچرا  
 اندر چلا جائے اور اگر بڑھنے لگیں تو نظر آنا مشکل ہو جائے۔ اللہ نے ایسا انتظام کر دیا  
 کہ میرے بندہ کی آنکھ میں کچرا بھی نہ جائے اور اس کی آنکھ بھی بند نہ ہو جائے۔ تو  
 میرے محترم دوستو! ہمارے دنیا میں آنے کے بعد ہمارے بدن کے ایک ایک  
 حصہ پر اللہ کا قابو ہے اللہ کی قدرت ہے جیسے ماں کے پیٹ میں تو یہ بات بہت

جلد ہی انسان کی سمجھ میں آجاتی ہے کہ واقعی مرد و عورت نہیں بناتے اس بچہ کو بلکہ اللہ ہی بناتا ہے لیکن اس سے آگے ایک منزل ہے وہ یہ کہ جیسے ہم بنتے ہیں اللہ کے محتاج ہیں اسی طرح ہم پلنے میں بھی اللہ کے محتاج ہیں جیسے اکیلے اللہ نے ہم کو بنایا ایسے ہی اکیلے اللہ ہم کو پالتے ہیں۔ ہم دکان کسیت اور پیسوں سے نہیں پلتے۔ ہم کو اللہ پالتا ہے۔ یہ یقین دلوں کے اندر حب اترتا ہے تو پھر آدمی کی زندگی میں دین آتا ہے دیکھیں میں آپ کو بتاؤں کہ عالم ارواح کے اندر سارے انسانوں کی روحوں کو اللہ نے جمع کیا اور پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا اے اللہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔ ابو جہل قارون فرعون کی روحوں نے بھی یہ کہا کیونکہ وہاں امتحان کی کوئی چیز نہیں تھی ملک و مال روپیہ پیسہ وہاں نہیں تھا۔ وہاں صرف اللہ تھا وہاں پر سارے انسانوں کی روحوں کا اتفاق تھا کہ پالنے والے اللہ ہیں قیامت کا دن جب آئے گا تو وہاں پر انسان یہ کہے گا۔ اور کٹر کٹر سے کافر بھی ربنا ابصونا و سمعنا فارحبنا نعمل صالحاً اِنَّا مُوقِنُونَ، سورۃ سجدہ پڑا اے ہمارے پروردگار ہمارا کی آنکھیں کھل گئیں۔ ہمارے کان کھل گئے ہمیں یقین آگیا۔ ہم کو دنیا کے اندر واپس کر اب ہم اچھے عمل کر کے آئیں گے۔ ہماری سمجھ کے اندر بات آگئی کہ یہ ساری چیزیں بے کار ہو گئیں مرنے کے بعد اور اعمال ہی کارآمد ہیں لیکن وہ اعمال ہم نے نہیں کئے اے اللہ تو ہم کو دنیا میں واپس کر۔ تو وہاں پر بھی ہر ایک آدمی چاہے کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو وہ اللہ کو رب کہے گا تو آئندہ زمانہ کا راستہ بالکل صاف ہے کہ سب اللہ کو رب کہیں گے بغیر کسی اختلاف کے اور پچھلے عالم ارواح میں

سب نے اللہ کو رب کہا بغیر کسی اختلاف کے تو پچھلی لائن بھی صاف اور اگلی لائن بھی صاف۔ دونوں لائنیں بالکل کلیئر ہیں اب جو بیچ کی لائن ہے دنیا اس کے اندر بھی سمجھ نہ دیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور صرف زبان سے نہیں بلکہ دل کے اندر کی یہ آواز بن جائے تو پچھلی لائن سے پچھلی لائن مل گئی اور اگلی سے اگلی لائن مل گئی اور یہ ہو گیا صراطِ مستقیم بالکل سیدھا راستہ جو اللہ کی رضا تک پہنچانے والا جو جنت کے اندر پہنچانے والا جو قبر کے اندر خدا کی رحمتوں کو برسوانے والا اور وہ سیدھا راستہ کیا ہے الحمد للہ رب العلمین سبحان ربی الاعلیٰ پالنے والا ایک اللہ ہے اس کا یقین آدمی کے دل کے اندر اتر جائے

دیکھئے ایک دوسرے طریقے سے  
**بغیر کاروبار اور کھیتی کے پرورش** آپ کو سمجھاتا ہوں۔ ماں کے پیٹ کے اندر بغیر دکان اور کھیتی کے اللہ نے پالا۔ جنت کے اندر بغیر دکان کھیتی کے اللہ تعالیٰ پائے گا۔ اچھا اس دنیا کے اندر ہاتھیوں کو اور چوٹیوں کو بلکہ وکیل مھلی کو بھی جو ہپاروں کے برابر ہوتی ہے اور سینکڑوں انسانوں کے برابر کھا جاتی ہے لیکن اس کا کوئی کاروبار نہیں ہوتا۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ پالتے ہیں۔ سیدھی بات ہے کہ جب ان سب کو اللہ بغیر کاروبار کے پالتے ہیں تو یہ ذرا حقوڑا سادہ ماغ پر بوجھ ڈالیں کہ کیا یہ چھوٹا سادہ بالشت کا پیٹ اس کی پرورش کے لیے اللہ تعالیٰ ہمارے کاروبار کا محتاج ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ کاروبار کی ترکیب اللہ ہی نے ہمارے سامنے ڈالی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہ دیا التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ رَحِمْتُ مِمَّنْ رَحِمْتُ مِمَّنْ رَحِمْتُ

کرنے والا سچا بیعتین صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہو گا تو تجارت قرآن و حدیث میں موجود ہے تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب مال کے پیٹ اور جنت میں کاروبار کی ترکیب نہیں ہے اسی طرح انسانوں کے علاوہ جانوروں کے لیے کاروبار کی ترکیب نہیں ہے تو انسان کے دو بالشت کے پیٹ کے لیے اللہ نے کاروبار کی ترکیب کیوں رکھی۔ اتنی بات تو آپ کو مانتی پڑے گی کہ حاجت کی وجہ سے نہیں رکھی اللہ پاک جب اتنی بڑی مچھلی کو بغیر کاروبار کے پال سکا تو دو بالشت کے پیٹ کو بھی پال سکتا ہے۔ لیکن کاروبار اس نے ہمارے سامنے امتحان کے لیے ڈالا ہے کہ کون آدمی کاروبار کے اپنی پرورش کو اللہ کے ہاتھ میں سمجھتا ہے اور کون پرورش کو کاروبار میں سمجھتا ہے۔ جو اپنی پرورش کو اللہ کے ہاتھ میں سمجھے گا وہ اتنا کرے گا جتنی اجازت ملے گی اور ایسے کرے گا جیسے اجازت ملے گی۔ وہ آزادی کے ساتھ کاروبار میں نہیں لگے گا اس لیے کہ وہ کہے گا کہ میں کاروبار میں پلنے کے لیے نہیں لگا بلکہ پالنے والے کو راضی کرنے کے لیے بیٹھا ہوں تو پھر اس میں اگر تبوک کے موقع پر اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لیے آئیں اتر آئیں اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جگے ہو یا بھاری ہر حالت میں نکلو۔

**غزوہ تبوک میں نکلنے کا حکم اور نہ نکلنے پر وعید** | اب کاروبار کا سیزن تو کاروبار کے سیزن میں جب نکلنے کا حکم ہوا تو جیسے ہم لوگوں پر بوجھ بنتا ہے کہ ایک طرف تو کاروبار کا سیزن دوسری طرف نکلنے کا حکم۔ تو صحابہ کرام بھی



انسان تھے ان پر بھی بوجھ پڑا۔ ان پر جب بوجھ پڑا تو آیات نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّرُوا

دلی قولہ قدیر اسے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا؟ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں نکلو تو تم زمین پر بوجھل ہو کر بیٹھ جاتے ہو۔ کیا تم دنیا پر راضی ہو گئے آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اَلَا تَتَفَرَّغُوا يَعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ سَتِيبًا اِذَا تَمَّ نَزْلُكَ تَوَالِدُ تَعَالَى تَمَّ كُوْرُوْنَاك عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو بدل کر لے آئے گا اور تم اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ جب یہ آیتیں اتریں تو صحابہ کرامؓ نے اپنے کاروبار کے سیزن کو چھوڑا اور اللہ کے راستہ میں نکل گئے اس لیے کہ ان کے ذہن میں تھا کہ پاسنے والے ہیں اللہ اس لیے جب اس کا حکم ملے گا لگنے کا تو کاروبار میں سہم لگ جائیں گے۔ جمعہ کی نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَذَرُوا الْبَيْعَ کہ کاروبار چھوڑ دو۔ چھوڑ دیا نماز کی طرف چل دیئے اور جب نماز پڑھ لی تو فَا تَنْشَرُوا فِي الْأَرْضِ زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کی روزی تلاش کرو۔ لیکن اس روزی کو تلاش کرنے کے لیے اللہ نے ایک اور شرط لگا دی۔ وہ کیا؟ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ دیکھنا اللہ کو بہت یاد کرنا۔ کامیابی تو ملے گی تم کو لیکن کب ملے گی جب اللہ کو بہت یاد کرو گے۔ بہت یاد کرنے کا کیا مطلب یعنی اللہ پاک کے حکموں کا کاروبار میں بہت زیادہ خیال رکھے ایسا نہ ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد سیدھا یہاں سے گیا اور وہاں جا کر حرام طریقے سے کاروبار چلانا شروع کیا تو اس کاروبار کے اندر وہ

آدمی کامیاب نہیں ہوگا آپ کہو گے کہ مولوی صاحب ہم تو اللہ کے حکموں کو توڑ  
کہ بھی کاروبار کے اندر کامیاب ہو گئے اس لیے کہ بہتر مال اس طریقے سے ملنے لگا یہ  
بڑا مغالطہ لگتا ہے انسان کو۔

باوجود نافرمانیوں کے اگر اللہ تعالیٰ ساز و سامان دے تو آدمی بول سمجھتا ہے  
کہ اللہ نے بڑی برکت دے دی۔ ایسا نہیں ہوتا باوجود نافرمانیوں کے ساز و سامان کا  
منا وہ برکت نہیں۔ یاد رکھنا چاہیے ساز و سامان کا زیادہ ہونا برکت نہیں ہے نافرمانیوں  
کے ساتھ برکت ہو نہیں سکتی ورنہ قارون کے پاس تم برکت ہی برکت کہو۔ فرمانبرداری  
کے ساتھ برکت ہوتی ہے۔ فرمانبرداری کو اگر اللہ ساز و سامان دے تو وہ سلیمانی اور  
داؤدی لائن چلے گی۔ اور نافرمان کو اگر اللہ تعالیٰ ساز و سامان دے تو وہ فرعون کی لائن  
چلے گی۔ خوب یاد رکھنا فرمانبرداری پر اگر کوئی تکلیف آجائے تو وہ ہماری لائن کی تکلیف  
ہے اور نافرمان پر اگر کوئی تکلیف آجائے تو وہ قارون کی لائن کی ہوگی۔ میاں تکلیف  
تو یونس علیہ السلام پر مچھلی کے پیٹ میں بھی آئی اور تکلیف قارون کو زمین میں دھنسنے  
سے بھی ہوئی۔ لیکن دونوں میں بہت فرق ہے۔

بہت سے لوگ ہمیں کہتے ہیں تبلیغ میں نہیں لگا

**اچھے آدمیوں پر پریشانیاں** | تھا نافرمان تھا پھر بھی میں پریشان تھا اور

تبلیغ میں لگ گیا پھر بھی پریشان ہوں بہت سے خطوط ایسے ہمیں آتے ہیں۔ اسی  
طرح کی بات قوم بنی اسرائیل نے موسیٰ سے بھی کہی تھی، اُوذِیْنَا مِیْنَ قَبْلِ اَنْ  
تَاْتِیْنَا وَ مِیْنَ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا کہ ابھی آپ تشریف نہیں لائے تھے ہم نافرمان  
تھے فرعون ہم کو ستانا تھا اور آپ بھی تشریف لے آئے ہیں اور ہم فرمانبردار

ہو گئے ہیں۔ پھر بھی فرعون ہم کو ستاتا ہے۔ ہماری تکلیفوں میں کوئی فرق نہیں ہے  
میرے محترم دوستو! در کھوا آخرت کا معاملہ تو یہ ہے کہ جو آدمی نیک ہوگا اسے راحت  
ملے گی اور جو آدمی برا ہوگا اسے تکلیف ملے گی۔ یہ طے شدہ بات ہے لیکن دنیا دار لاکھ  
ہے اور آخرت دار الحزاء وہاں یہ ہوگا کہ بھلے آدمی کو نعمتیں ملیں گی اور برے آدمی  
پر تکلیفیں آئیں گی۔ اس کا الٹ نہیں ہوگا کہ ایک آدمی مہل ہے اسے تکلیف ہو وہاں  
جا کر برگزیدہ نہیں ہوگا اور ایسا بھی نہیں ہوگا کہ ایک آدمی بُرا ہے اسے نعمتیں ملیں وہاں  
جا کر اللہ کے نزدیک جو مہل ہے اس کو وہاں پر نعمتیں اور اللہ نے جس کو برا قرار دے  
دیا اس کو وہاں پر تکلیفیں لیکن دنیا کے اندر اس کا الٹ بھی ہوگا کیونکہ دنیا امتحان  
کی جگہ ہے۔

اور یہاں پر اللہ نے امتحان کی دو صورتیں  
دنیا اور حشر میں امتحان کی صورتیں رکھی ہیں قبر میں تین صورتیں :-

مَنْ رَبَّكَ، مَا دِينُكَ مَنْ نَبِيَّكَ اور حشر میں پانچ صورتیں ہیں :-  
عمر کہاں گزاری؟ جوانی کہاں لگائی؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا  
اور جو جانا تھا اس پر کتنا عمل کیا اور دنیا میں دو باتوں کا امتحان ہوگا۔ کبھی تکلیفیں  
ڈال کر خدا امتحان لے گا اور کبھی راحتیں ڈال کر خدا امتحان لے گا۔ تکلیفوں میں اگر صبر  
کیا تو پاس ہو گیا اور اگر مایوس ہو گیا تو ذلیل ہو گیا۔ راحتوں کے اندر اگر شکر کیا اور نعمتوں  
کو اللہ پاک نے بڑھا دیا تو پاس ہو گیا اور نعمتوں میں اگر فخر کیا تو ذلیل ہو گیا۔ دنیا کے  
اندر بعض مرتبہ نافرمان پر تکلیف آتی ہے اور بعض مرتبہ راحت آتی ہے لیکن نوعیت  
مختلف ہوتی ہے۔

غور سے سمجھ لو! گناہی دنیا کے اندر کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوری پکڑ نہیں فرماتے۔ گناہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کے ہاں ظلم تو بالکل نہیں لیکن ڈھیل بہت ہے۔ جہنم اور قبر کی جتنی بھی تکلیفیں انسان برداشت کرتے ہیں یہ اللہ کا ظلم نہیں ہے بلکہ انسان کے کرتوت ہیں تو اللہ کے ہاں ڈھیل بہت ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں لیکن ڈھیل دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پھر پکڑ نہیں کریں گے۔ پکڑ کی تاریخ مقرر کر دیتے ہیں اور انسان کو ڈھیل دیتے رہتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم کو ۹۵۰ سال تک ڈھیل دی۔ فرعون و قارون کو ڈھیل دی۔ اس ڈھیل کے زمانہ میں اگر آدمی کو لے تو برا اور پکڑ کی تاریخ ابھائے تو پھر اذا جاء اجلہم لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون تو پھر اللہ تعالیٰ پکڑ کر چھوڑتے نہیں ہیں۔

لیکن اگر گناہ پر اللہ تعالیٰ فوری پکڑ کریں تو گناہ پر پکڑ فوری نہیں ہے | کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ ونویؤاخذ

اللہ الناس بظہم ما ترک علی ظہرہا من دابۃ و لکن یؤخرہما لی اجلٍ مُّسمًی تو پھر زمین پر چلنے والا کوئی آدمی نہیں ملے گا اگر ایک آدمی نے زنا کیا تو فوراً فرشتے نے آکر دو دھڑے مار دیئے تو وہ فوراً وہیں مرجائے گا۔ اس لیے غلط کام کرنے والے کو تو اللہ دیتے ہیں ڈھیل اور صحیح کام کرنے والے پر اللہ ڈالتے ہیں آزمائش صحابہ کرام پر ڈال دیا امتحان اور مشرکین مکہ کو دے دی ڈھیل۔ مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ ہمارے تو ۳۶۰ اور ہمارا ایک یعنی ہمارے کاؤنٹیٹی زیادہ اور تمہاری کاؤنٹیٹی کم۔ صحابہ کرام نے

انہیں سمجھایا کہ کاؤ نیٹھی اس وقت دیکھی جاتی جب کو الٹی ایک ہو۔ یہاں کو الٹی بدلی ہوئی ہے۔ تمہارے ۳۶۰ اس قدر بودے کہ سب مل کر ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور اگر ان سے کچھ لے کر بھاگ جائے تو چھڑا نہیں سکتے لیکن ہمارا ایک اللہ اور وہ اتنا طاقت والا ہے کہ اسی ایک نے آسمان زمین چاند ستارے سورج سب کچھ بنایا۔ پھر جو انہوں نے خدا کی تعریف بیان کی تو بہت ہی زیادہ بیان کر ڈالی۔ اس لیے میرے محترم دوستو! چونکہ رسول اللہ کے بعد کوئی نبی آنے والا

نہیں ہے اس لیے ہم پوری دنیا میں پھیل جائیں اور اللہ کی اس قدر بڑائی بیان کریں کہ وہ ہمارے اپنے دلوں میں اتر جائے اور دوسروں کے دلوں میں بھی اتر جائے آج اللہ کو بڑا جانا نہیں۔ اگر آدمی اللہ کو بڑا جانے تو نافرمانی نہیں کر سکتا۔ اگر ہو جائے مھول سے تو فوراً کھٹک پیدا ہو جائے گی اور آدمی اللہ سے توبہ کریگا۔

دیکھو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں

### خدا کی طاقت کو نہ سمجھنے کی مثال

اگر چار سال کا بچہ محلہ میں شور مچاتا ہے

آپ نے اس سے کہا۔ دیکھ یہاں سے چلا جا ورنہ پولیس کمشنر کو بلاتا ہوں وہ پستول لائے گا۔ بچہ پھر بھی شور مچاتا ہے۔ اب پولیس کمشنر آگیا پستول لے کر تو یہ بچے اس کمشنر کی گود میں بیٹھ کر پستول سے کھیلے گا۔ کیونکہ جانتا نہیں لیکن اسی بچے کو اگر کہہ دو تیری ماں کو میں بلاتا ہوں وہیں سہم جاؤں گا کہ میری ماں کو مت بلاؤ میں جانتا ہوں۔ اور اگر اس کی ماں نے گھر سے نکل کر سو قدم کے فاصلے پر طمانچہ دکھا دیا تو وہیں کان پکڑ لے گا کہ اماں میری توبہ اب میں نہیں کروں گا۔ ذرا سوچو پولیس کمشنر کی طاقت زیادہ ہے ماں کی طاقت سے۔ اور پستول کی طاقت



زیادہ ہے چائے سے۔ اب یہ پستول سے نہیں ڈرتا اور چائے سے ڈرتا ہے۔  
 اس لیے کہ ماں اور چائے کی طاقت کو جانتا ہے اور کمشنر پستول کی طاقت کو نہیں  
 جانتا۔ اسی طرح عام انسان جو ہے وہ حکومت کی طاقت کو سمجھتا ہے اس کے  
 باپ سے اگر یہ کہہ دیا جائے کہ میں پولیس کو بلاتا ہوں وہ پستول لے کر آئے گی  
 تو یہ سہم جائے گا اس لیے کہ یہ پولیس اور حکومت کی طاقت کو جانتا ہے۔ اس  
 لیے حکومت کے قانون کے خلاف کرتے ہوئے آدمی ڈرتا ہے حالانکہ جتنی طاقتیں  
 ساری دنیا کی حکومتوں کے پاس ہیں اس کے لیے زیادہ طاقتیں حکم الہی کے پاس ہیں ایسا آدمی حکم الہی کے  
 سے نہیں ڈرتا اس لیے کہ اللہ کے قانون کی بڑائی اس کے دل میں نہیں ہے جیسے  
 وہ بچہ پستول کو نہیں جانتا اسی طرح اس کا باپ اللہ کو نہیں جانتا۔ اس دنیا میں انبیاء  
 علیہم السلام اپنی دعوت میں اللہ کی عظمت اور بڑائی کو بیان کیا کرتے تھے۔ اس بنا  
 پر یہ کام سچم کو کرنا ہے اگر زبان سے اللہ کا اچھا بول بولا تو یہ زبان کا بول بنے گا  
 لیکن دل کے اندر اگر یہ بات اتنی گہنی تو یاد رکھو یہ ایمان بنے گا اور جب ایمان بنے  
 گا تو ایمان پر اللہ کے جو وعدے آسمانوں پر ہیں وہ وعدے زمین پر آئیں گے۔  
 چنانچہ صحابہؓ نے ان سب کو یہی کہا اور وہ سارے سارے کے سارے حیرت میں  
 ہیں کیونکہ ان کا تو ہزاروں سالوں کا یہی عقیدہ اپنے بتوں کے بارے میں تھا۔  
 انہیں تو بہت تعجب ہوا تھا۔ اجعل الالہۃ الہا واحداً ان هذا  
 لشیء عجائب بڑا تعجب ان لوگوں کو تم اپنے معبودوں سے چکے رہو اور ان  
 کی بات بالکل نہ مانو کیونکہ سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کو انہوں نے  
 لیا ہے لیکن صحابہؓ کا وہی جواب تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ ان مشرکین نے طعن

دینے شروع کئے تم کہتے ہو ایک ہے بچانے والا دیکھو ہم نے تمہارے بلال کو مارا اور ہم نے سُبَّیہ کو مارا اور ہم نے فلاں کو مارا وہ ایک اللہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتا۔ اب یہ بڑی حیرت کا مقام ہے ہر زمانے کے اندر کہ جو اللہ کے نافرمان ہیں وہ مار رہے ہیں اور جو فرمانبردار ہیں وہ مار کھا رہے ہیں۔ اچھا ساتھ ساتھ ایک بات بتا دوں مارنے والے جس بہادر قوم کے تھے مار کھانے والے بھی اسی بہادر قوم کے تھے۔

اور جب بہادر مسلمانوں کو بدلہ لینے کی اجازت نہ دینے میں حکمت کو بہادر مارے تو لا محالہ وہ بدلہ لینے پر آجاتا ہے تو صحابہ کرام کے دل میں یہ بات بار بار اٹھتی تھی کہ یہ ہم کو مار رہے ہیں ہم بھی ان کو ماریں۔ ان سے بدلہ لیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اجازت نہیں مل بدلہ لینے کی۔ اَلْوَسْرَ اِلَى الَّذِیْنَ قَبِلْ لَہُمْ کَفُوْا اَبَدًا یَّکُوْنُوْنَ لَآئِیۃً تم اپنا کام کرتے رہو اور ہاتھ کو روک دو۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی مصلحت، یہ تھی کہ جب وہ ماریں گے اور تم مار کھاؤ گے تو تمہارا اندر وہ مایہ تیار ہوگی جس مایہ کے ہونے پر خدا کی مدد نازل ہوگی اور وہ مایہ صبر ہے ایمان کی طاقت تقویٰ ہے۔ یہ اندرونی طاقت آپ کے اندر پیدا ہوگی اور دیکھو ان لوگوں کو بڑا تعجب ہوتا تھا جو یہ کہتے تھے اِنَّ هٰذِ الشَّیْءَ عَجَابٌ کہ یہ لوگ مار کھا رہے ہیں پھر بھی کہہ رہے ہیں ”اللہ“ اور یہ اوار اللہ کو اتنی پسند آئی کہ ایک طرف حضرت بلالؓ کو اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گئے۔ مارنے والے اس انتظار میں تھے کہ ہوش میں آنے کے بعد ہمارے پیر یکپڑے گا اور اللہ کو چھوڑ

دے گا۔ لیکن جب حضرت بلالؓ کو ہوش آیا تو وہ زبان سے کیا کہتے تھے۔  
 احد۔ احد ایک ہی ایک ہے۔ انہیں تو یہ ادا رتجب میں ڈال رہی ہے اور اللہ کو  
 یہ ادا اس قدر پسند آرہی ہے کہ یہ لوگ مصیبتوں کے اندر اللہ ہی کو پکار رہے ہیں  
 میرے محترم دوستو! تکلیف کی حالت میں بھی اللہ کی بڑائی کو بیان کیا جائے۔  
 اور راحت کی حالت میں بھی اللہ کی بڑائی کو بیان کیا جائے۔ چاروں طرف دعوت  
 کی فضاؤں میں اللہ کی بڑائی کو بیان کیا جائے اگر وہ اپنی مادی طاقت سے دنیا کو  
 لگا رہے ہیں تم اپنی اللہ کی طاقت سے پوری دنیا کو لگا دو اور ساری مادی طاقتیں مگرہی  
 کا جالا ہیں۔ اللہ کی طاقت کے مقابلے میں پورے عالم میں وریک فنکٹر  
 کی ایک فضا گونج رہی ہو اور ہر جگہ اللہ کی بڑائی بولی جا رہی ہو فلاں موقع پر تمہاری  
 مدد نہیں کی۔ وہ طعنے بھی سم کھاتے چلے جائیں اور اللہ کی بڑائی بھی بیان کرتے چلے  
 جائیں۔ حضرت بلالؓ مار کھاتے ہوئے بھی اللہ کی بڑائی کو بیان کرتے چلے جا رہے  
 ہیں اور حضرت سمیہؓ جان دے رہی ہیں اور جان دیتے ہوئے اپنے عمل سے  
 یہ ثابت کر رہی ہیں کہ میں جان دے سکتی ہوں لیکن ایمان نہیں دے سکتی۔

میرے محترم دوستو! جب اس طریقے سے اللہ کی بڑائی کو نامہوار ماحول  
 میں بولتے رہے تو دلوں کے اندر بڑائی اُبھائے گی اور جب دلوں کے اندر بڑائی اُبھائے  
 گی تو اس کا نام ہے ایمان کی طاقت تو پھر اللہ تعالیٰ آنکھوں سے بھی بڑائی دکھانا ہے  
 اللہ نے بدر کے اندر لے جا کر آنکھوں سے مدد کو دکھا دیا۔ فرشتوں کو اترتے ہوئے  
 دیکھا اور فرشتوں کے ذریعے اللہ نے مدد فرمائی کیونکہ ان کے اندر کی وہ مایہ تیار  
 ہو چکی تھی۔

اس لیے میری بات کو یاد رکھنا  
**اللہ گناہ کرنے والے کو ڈھیل دیتے ہیں** | اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والے کو  
 دیتے ہیں ڈھیل اور پکڑ کی ایک تاریخ مقرر کر دیتے ہیں۔ جب کوئی غلط کام  
 کرے۔ جب کوئی کسی کی زمین دباوے جب کوئی کسی کو ظلم کرے اور فوری اگر  
 اللہ کو پکڑ ہو تو آدمی دھوکہ میں نہ پڑے۔ نہ معلوم پکڑ کی کون سی تاریخ مقرر ہے۔  
 جب وہ اچھائے تو آدمی بچ نہیں سکے گا ہاں ایک میں امید کی چیز بتا رہا ہوں کہ کتنے ہی  
 غلط کام ہوئے ہوں لیکن پکڑ کی تاریخ سے پہلے آدمی نے اگر کر لی تو بہ تو یقین ماننا  
 اگر پکڑ کی تاریخ بھی آگئی تو اللہ تعالیٰ نہیں پکڑے گا۔ یہ ڈھیل دے ہی رہا ہے  
 اللہ تعالیٰ تاکہ آدمی رجوع کرے۔ آج خدا کہہ رہا ہے پلٹ کھا جا اور جب آدمی پلٹ  
 کھا جاتا ہے اور توبہ کرتا ہے جب اللہ کے روٹھے بندے اللہ کی طرف رجوع کرتے  
 ہیں تو اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ایسا منظر کھینچتے ہیں اس موقع پر میں یہ اس امید پر کہہ رہا ہوں کہ میں اور  
 سارا کا سارا مجمع رجوع کو یں اللہ کی طرف اور غلط کام ہم سے آج تک جتنے ہوئے ہیں  
 ان کی معافی مانگیں اور یہ طے کریں کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں کریں گے، کہ جیسے کسی دیہاتی کا  
 جنگل بیابان میں اونٹ گم ہو جائے اور سارا کھانے پینے کا سامان اسی اونٹ پر لدا  
 ہوا تھا اونٹ گم ہو گیا تو اس نے سمجھا میری موت آگئی ڈھونڈا نہیں ملا۔ اپنی جگہ پر  
 آگیا اور مرنے کے لیے لیٹ گیا تھوڑی دیر میں آنکھ کھلی تو اونٹ مل گیا اور اس پر  
 سارا ساز و سامان بھی تھا تو اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ مارے خوشی کے وہ بات، الٹی کہہ  
 رہا ہے کہ اے اللہ میں تیرا کتنا اچھا رب ہوں اور تو میرا کتنا اچھا بندہ ہے۔

میرے محترم دوستو! رسول اکرمؐ منظر کھینچتے ہیں دیہاتی کے خوش ہونے کا  
اور یہ بات فرما رہے ہیں کہ جو اللہ کا روٹھا بندہ اللہ کی طرف لوٹ جائے تو اللہ افرح  
اللہ اس دیہاتی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دیہاتی اونٹ کے ملنے پر خوش  
ہوتا ہے ۔

اور میں ایک بات سمجھا دوں کہ جو بندہ  
اللہ کی خوشی روٹھے بندوں سے ملنے پر | اللہ کے روٹھے بندوں کو اللہ سے ملاؤ

تو وہ بندے اللہ کے کتنے محبوب بنیں گے ملکوں اور قوموں میں جا کر جنوبی امریکہ  
اور افریقہ میں جا کر پیدل سفر کر کے سردیاں اور گرمیاں برداشت کر کے کبھی کھیتوں  
پر اور کبھی دکانوں پر جا کے اور دوسروں کے برے بھلے سنتے ہیں اور اس کی  
خوشامدیوں کو کے لاتے ہیں اور اس کا رخ اللہ کی طرف ہو گیا تو جب اللہ اس بندہ سے  
اتنے خوش ہوتے ہیں جو روٹھا بندہ اس کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس سے اللہ  
کتنے خوش ہوں گے جو اللہ کے روٹھے بندوں کو اللہ سے جوڑتے ہیں اور اللہ سے توڑنے  
والوں کو اللہ سے جوڑتے ہیں تو ان کا مقام اللہ کے نزدیک کتنا اونچا ہو گا یہ معلوم  
ہو گا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کام میں لگائے  
رکھے تو محترم دوستوں! بات غور سے سن لو غلط کام کرنے پر بھی اگر اللہ کی پکڑ نہ  
آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے شروع میں اللہ تعالیٰ دھکیل دیتے ہیں ۔  
قرآن کے اندر ساری قوموں کے قصے بتائے گئے ہیں ۔ لیکن وہ تو میں غفلت میں  
پڑی رہیں اور جب وقت آیا تو تباہ و برباد ہو گئیں ۔ اَلَا قَوْمُ  
یُونُسَ لَیْکِنْ قَوْمِ یُونُسَ



مگر ایک قصہ اللہ تعالیٰ نے قوم یونس کا ایسا  
 قوم یونس کی توبہ کا قصہ | بھی بتایا کہ ڈھیل انہیں بھی دی گئی۔ یہ بھی بہت

بڑے نافرمان تھے لیکن اس وقت موعود کے آنے سے پہلے (قصہ ان کا بہت  
 لمبا ہے) ہم سب کو اس قصہ سے بہت امید ہے چاہے ہم کتنے ہی قصود وار  
 ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف اگر رجوع کریں تو لاا قوٰم یونس والے قصہ سے  
 بڑی امید بندھ جاتی ہے دوسری قوموں کے قصے تو یہ بتاتے ہیں کہ ڈھیل میں  
 غفلت بڑھی اللہ کی پکڑ آئی اللہ کا عذاب آیا مگر یونس علیہ السلام کی قوم کے  
 قصہ میں کہ یونس علیہ السلام نے انہیں بڑا سمجھا یا نہیں مانے پھر آپ نے انہیں  
 خبر دی کہ اگر تم تین دن تک نہیں مانے تو خدا کا عذاب اُجھائے گا۔ حضرت یونس  
 علیہ السلام نے جب ہوا اور بجلی چمکتی ہوئی دیکھی تو بستی چھوڑ کر نکل گئے۔ ابھی خدا  
 کا عذاب اس قوم پر آیا نہیں تھا لیکن اس کے آثار ظاہر ہونے لگ گئے  
 کیونکہ عذاب آنے کے بعد مٹتا نہیں اللہ تمہیں اور ہمیں محفوظ رکھے۔ بڑا ہی ڈر  
 لگتا ہے۔ یہ قوم جس پر خدا کا عذاب ابھی آیا نہیں تھا لیکن آثار ظاہر ہونے لگے  
 تو یہ قوم سنبھل گئی انہوں نے سوچا جس طرح اور قوموں پر عذاب آیا اور وہ تباہ  
 ہو کر بادلوں کی تباہی و بربادی کا وقت آگیا ہے لہذا ہم اللہ سے  
 توبہ کرتے ہیں۔ توبہ کے لیے یونس علیہ السلام کو تلاش کیا گیا مگر چونکہ وہ خدا کے  
 عذاب کی وجہ سے نکل چکے تھے۔ اس لیے سارے مرد اور عورتیں سب بچوں  
 اور جانوروں کو لے کر باہر نکل گئے اور خوب گڑگڑا کر اور رو کر دعائیں مانگیں کہ  
 اے اللہ تیرے نبی یونس علیہ السلام کو ہم نے نبی مانا اور تجھے ایک خدا مانا اور

جو خرابیاں ان کے اندر تھیں ان سے توبہ کی توبہ کے محترم دوستوں ان پر عذاب ٹل گیا تو اس قوم یونس کے قصے سے اللہ کی رحمت کی امید بندھ جاتی ہے ورنہ تو ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں اپنے سے غلطی ہوئی اور خدا پکڑ نہیں رہے کہیں یہ ڈھیل میں نہ آ رہا ہو اور پھر جب پکڑیں گے تو بڑی مشکل آجائے گی۔ اس لیے ہم اپنے گھر والوں اور ملنے جلنے والوں کو بھی سمجھاتے رہتے ہیں کہ کہیں پکڑ نہ ہو جائے ہمیں غفلت میں نہیں رہنا چاہیئے۔ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا مولوی صاحب ایک آدمی کے قتل کا الزام میرے اوپر لگا اور ۲۰ سال جیل ہوئی حالانکہ جس وقت وہ آدمی قتل ہوا تھا اس وقت میں گاؤں میں منہا بھی نہیں اور دیکھو میرے کو جیل بھیج دیا گیا۔ تو میں نے اس کو کچھ نہیں کہا لیکن میں سمجھ گیا۔ اس وقت اگرچہ بے گناہ ہے لیکن اس سے پہلے جو مظالم کئے اور اللہ نے ڈھیل دی اور ڈھیل میں آکر غفلت میں پڑا رہا تو یہ پکڑ آئی۔ اس کو بھی میں کم سمجھتا ہوں اس لیے کہ اگر ایسی پکڑ آتی جس پر موت آتی اور اس کے بعد عذاب شروع ہو جاتا تو یہ بڑی سخت چیز ہوتی اس لیے کہ جب موت آگئی تو اس کے بعد آدمی کے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے مرنے سے پہلے پہلے آدمی کتنا ہی گناہ گار ہو تو بہ کر کے اپنے گناہوں سے معافی مانگ سکتا ہے۔ اور جب آدمی توبہ کر لیتا

**اللہ کا معاف کرنا دنیا کی طرح نہیں ہے** | ہے تو آنے والی بڑی سے

بڑی بلا سے بچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور آخرت میں آدمی بے داغ ہو جاتا ہے۔ ارے دنیا کے اندر اگر کوئی جرائم کرے تو جرائم اس کی فائل کے اندر رہتے ہیں اور اگر اس نے معافی مانگی تو معافی

نامہ بھی فائل کے اندر رکھ دیا۔ پچیس سال کے بعد جب جبرائیل کو نکالو گے تو سارے فائل کے اندر ہوں گے معافی نامہ بھی فائل کے اندر لیکن میرا اللہ ایسا رحیم و کرم ہے ایسا فضل و انعام والا ہے اور ایسی ایسی امیدیں ہم نے اس سے وابستہ کر رکھی ہیں کہ اگر سچی توبہ ہم نے کر لی تو: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ کہ توبہ کرنے والا گناہ سے ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ ہاتھ پاؤں بھول جائیں گے۔ قیامت کے دن اس کی گواہی دینے سے فرشتے اور زمین کے کھڑے بھول جائیں گے گواہی نہیں دیں گے۔ کسی قسم کی ذلت اور رسوائی اس گناہ پر نہیں ہوگی۔ جو گناہ آدمی نے توبہ کر کے معاف کر والیا۔

اور عبادی میں نے دیکھا کہ جماعتوں میں جب آدمی پھرتا ہے تو اسے اچھا حال ملتا ہے اور وہاں پر توبہ کی توفیق بھی زیادہ ملتی ہے۔ میرے سامنے ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔

ایک شرابی کبابی تھا۔ رات کو تہجد میں اٹھا تو بہ کے دود لچسپ قصے کہ اسے اللہ میں تیرا قصور وار بندہ ہوں۔

تیرے نیک بندوں کے ساتھ آیا ہوں۔ ایک میں ہی قصور وار ہوں۔ اصحاب کہف سارے اچھے تھے۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا وہ کتا بھی اچھا بن گیا۔ یہ جماعت والے سارے اصحاب کہف ہیں اور میں کہتے جیسا ان کے ساتھ لگ گیا۔ اسے اللہ تو میری غلطیوں کو معاف کر دے۔ آئندہ کبھی نہیں کروں گا۔ وہ ایسا روتا تھا کہ صاحب میرا بھی دل نرم ہو گیا اور میں چپکے سے اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ یہ رات کا اندھیرا تھا اور وہ اپنے مولیٰ کے سامنے گڑ گڑا رہا

تھا۔ ہمیں لوگ اسے گشت میں سے لائے تھے لیکن بھائی جتنا آدمی اندھیرے میں سے آتا ہے تھوڑا سا اسے اشارہ مل جائے تو اس کی قدر کرتا ہے وہ بہت رویا اور میں بھی اس کے پیچھے رویا میں نے کہا اسے اللہ کتنا بھی گنہ گار ہے پر ہے تیرا بندہ لیکن اس وقت تیرے دربار میں تو بہ کرتے ہوئے آیا ہے۔

رات کے ۳ بجے تھے اور اس وقت رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا میں نزول فرماتے ہیں (اپنی شان کے مناسب) اور اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ میں اس کو دوں اور ہے کوئی تو بہ کرنے والا کہ میں اس کی تو بہ کو قبول کروں۔

ایک دوسرے کو میں نے سنا وہ طائف میں مکہ سے گیا تھا۔ وہ بھی بیچارہ نشئی تھا۔ وہ یوں کہہ رہا تھا "اے اللہ یہ جتنے لوگ ہیں ان کو عمرے کا سہارا ان کو حج کا سہارا اور کسی کو ذکر کا سہارا کسی کو علم کا سہارا کسی کو تبلیغ کا سہارا کسی کو نماز کا سہارا اور اے اللہ میں ہی ایک بے سہارا ہوں۔ وہ بے چارہ اصل میں ڈھول باجہ بجانے والا تھا جسے ہماری زبان میں پیچھا کہتے ہیں لیکن وہ مردوں جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ یوں کہتا تھا کہ میرا ذکر کیا میرا عمرہ حج کیا یہ تو ان لوگوں کے ہیں جو آئے ہیں ان کے پاس سارے اعمال کے سہارے ہیں اور اے اللہ اک میں ہی بے سہارا ہوں اور تو بے سہاروں کا سہارا ہے۔ اے اللہ تو میرا سہارا بن جا اور میری غلطیوں کو معاف کر دے اور یہ تو حدیث میں بھی آتا ہے۔ یا عِمَادِ مَنْ لَا عِمَادَ لَهُ اے بے سہاروں کے سہارے تو ہمارا سہارا بن جا سارا جمع ذہن میں بٹھائے مرنے سے پہلے پہلے موقع ہے ہمارا

یہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کا اور یہ جو دعوت کی فضا ہے اس فضا میں ایک تو آدمی خالی زبان سے کہتا ہے ”یا اللہ میری توبہ“ یہ توبہ کا بول ہے توبہ نہیں ہے ”تالا کھولنے کے لیے آدمی زبان سے کہے ”کنجی“ تو تالا نہیں کھلتا جب تک کہ کنجی لا کر اسے لگائے نہیں۔

معافی توبہ کے لیے چار باتیں ہیں چار باتیں ضروری ہیں ایک توبہ آدمی کو صحیح نہامت اور شرمندگی ہو کہ اسے اللہ میں تیرا قصور وار بندہ ہوں دوسرے یہ کہ جس وقت توبہ کر رہا ہے اس وقت گناہ میں ملوث نہ ہو تیسرا یہ کہ آئندہ کے بارے میں یہ عزم کرے کہ میں گناہ نہیں کروں گا چوتھے یہ کہ جو گناہ ہو چکا ہو اس کی تلافی جتنی شریعت میں مطلوب ہو کرے۔ نمازیں رہ گئی ہوں تو پڑھے روزے رہ گئے ہوں تو رکھے دس سال ہوئے حج فرض ہوئے نہیں کیا ثواب کرے زکوٰۃ پانچ سال سے نہیں دی ثواب دے دے الغرض حقوق العباد جتنے ہیں وہ ادا کرے۔

اگر اس طریقے سے توبہ کرے گا تو یاد رکھنا جیسے ماں کے پیٹ سے ابھی نکلا بالکل پاک صاف اور بھی گناہ اگر دوبارہ ہو جائیں تو معافی مانگ لے۔  
میں جو بات کہہ رہا تھا وہ بیچ میں رہ جائے۔ بعض مرتبہ دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ امتحان لیتے ہیں۔

غریبانیوں کے ساتھ مال و دولت برکت نہیں ہے  
”غریبانیوں کے باوجود اگر دنیا کا ساز و سامان ملے تو یہ برکت نہیں ہے بلکہ



ہے یعنی خدا کا قہر ہے بصورت ہر پاشے بڑھ رہی ہیں ایک آدمی نے کہا کہ میری دکان میں بہت برکت ہے میں نے کہا کہ نافرمانی تو نہیں ہے اس نے کہا کہ نافرمانی کے بغیر دکان چل نہیں سکتی میں نے کہا کہ نافرمانیوں کے ساتھ تو برکت ہو نہیں سکتی اس نے کہا میری تو ہو رہی ہے میں نے کہا وہ کیا ہو رہی ہے اس نے کہا آمدنی بہت ہو رہی ہے میں نے کہا دیکھ آمدنی کا بہت ہونا برکت نہیں ہے آمدنی تو قارون کی بھی بہت تھی تو نافرمانیوں کے ساتھ آمدنی کا ہونا اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی جس کو فائزیریا کی بیماری ہو اس بیماری میں بدن پر دم آجاتا ہے بدن سوچ جاتا ہے اور سوچ کر موٹا ہو جاتا ہے اب یہ فائزیریا کی بیماری والا یہ کہے کہ میں پہلوان ہو گیا ارے بھائی وہ کیسے اس نے کہا وہ دیکھو پہلوان کا بدن موٹا اور میل بھی موٹا دیکھو فرمانبردار حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھی مال و دولت بہت تھا اور قارون و فرعون کے پاس بھی مال و دولت بہت تھا۔

ارے بھائی قارون و فرعون کے پاس مال و دولت نافرمانیوں کے ساتھ تھا اور سلیمان علیہ السلام کے پاس فرمانبرداروں کے ساتھ تھا فرمانبردار کو اگر اللہ مال و دولت دے تو وہ ایسا ہے جیسا پہلوان اور اگر نافرمان کو اللہ مال و دولت دے تو وہ ایسا ہے جیسے فائزیریا کی بیماری والا اب آپ سمجھائیں گے کہ بھائی تیرا بدن سے ور میللا اور پہلوان کا بدن سے گھٹھیللا فرمانبردار سی کے ساتھ ملنے والی نعمتیں ایسی ہیں ایسے گھٹھیللا بدن اور نافرمانی کے ساتھ ملنے والا ساز و سامان ایسا ہے جیسا ور میللا بدن اس کے بالمقابل فرمانبردار پر بعض مرتبہ تکلیف آتی ہے اور نافرمان پر بھی بعض مرتبہ تکلیف آتی ہے۔ نافرمان پر جو تکلیف آتی ہے وہ آتی ہے بطور عذاب کے۔

اور فرماں برداروں پر جو تکلیف آتی  
فرماں بردار و نافرمان پر تکلیف کا فرق | ہے وہ آتی ہے بطور ابتلاء کے

قرآن پاک میں جہاں پر فرماں برداروں پر تکلیفوں کا ذکر ہے وہاں پر آپ دیکھو  
لفظ ابتلاء یا اس کے قریب قریب ملے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے  
میں **وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِمَا هُوَ مُسْلِمٌ** یہاں پر ابتلا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسی  
طرح احد کے بارے میں **هَٰذَا لَكَ ابْنُكَ الْمُؤْمِنُونَ** اور خندق کے بارے  
میں **فَرَمَّا لِیَبْتَئِکُمْ** تاکہ اللہ تمہیں ابتلا میں ڈالے اور عام مسلمانوں کے بارے  
**وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ** اور ہم ضرور بضرورت تم کو آزمائیں گے اس لیے نافرمانی کے ساتھ  
جو تکلیفیں آتی ہیں وہ ہوتا ہے عذاب **وَلَنَذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ**  
**الْأُولَی دُونَ الْعَذَابِ الْأَکْبَرِ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُونَ** مصلحت  
اللہ کی یہ ہوتی ہے کہ بڑا عذاب جو آنے والا ہے اس سے پہلے پہلے آدمی اللہ کی طرف  
رجوع کر لے۔ کیونکہ آج اللہ تجھے کہتا ہے کہ پلٹا کھا جا اگر تو نے پلٹا نہ کھایا تو مرنے کے  
بعد تو کہے گا کہ اللہ پلٹہ کھلا دے تو اللہ پلٹہ نہیں کھلائے گا۔ اس دنیا میں تھوڑی  
تھوڑی مصیبتیں ڈال کر اللہ تجھے کہتا ہے کہ واپس ہو جا غیبا لمغضوب علیہم  
والا راستہ چھوڑ دے اور انعمت علیہم والے راستہ پر آ جا اور ضالین  
والا راستہ چھوڑ دے اور صراط مستقیم والے راستہ پر آ جا فرماں برداری کے  
ساتھ تکلیف کا انجام خدا کی رحمت ہے اور نافرمانی کے ساتھ تکلیفوں پر اگر تو بہنکی  
تو پھر اس کا انجام تکلیفوں کا بڑھ جانا ہے۔ اور دونوں تکلیفوں میں آسمان و زمین  
کا فرق ہے۔ ایک آدمی نے غصہ کے اندر چہرہ مارا اور پھر اس نے زہر میں ڈبو کر مارا

جس سے پورے جسم میں پھوڑے پھوڑے ہو گئے۔ زخم ہو گیا۔ اب یہ آدمی ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے کہا پورے بدن میں زہر چلا گیا ہے اس کے علاج پر دو ہزار روپے لگیں گے۔ پندرہ انجکشن لگاؤں کا اور چالیس دن تک کڑوی دوا پینی پڑے گی۔ اور بد مزہ کھانا کھانا پڑے گا۔ اور یہ جتنے زہر کے پھوڑے ہیں ان سب کا آپریشن ہو گا اور تم یہیں رہو گے اور ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اب یہ ڈاکٹر اس کا آپریشن کر رہا ہے کڑوی دوا بھی پلا رہا ہے انجکشن بھی لگوا رہا ہے اب ایک تو اس آدمی نے چہرہ مارا جس نے زخمی کیا اور دوسرا ڈاکٹر چہرہ مار رہا ہے تو یہ ڈاکٹر سے یوں کہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب ہم تو آئے تھے۔ آپ کے پاس آرام کے لیے اور آپ بھی ہمیں اسی طرح چہرہ مار رہے ہیں نہیں بھائی غصہ والا چہرہ تو مار ڈالنے کے لیے تھا اور آپریشن والا تو تندرستی کے لیے ہے نافرمانی کے ساتھ جو تکلیف آتی ہے وہ ہے آدمی کو زہر کے پھرے کی طرح پریشان کرنے والی اور فرماں برداری کے ساتھ جو تکلیف آتی ہے وہ ہے آپریشن کا چہرہ جو آئندہ جا کر ٹھیک ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ضرور بعض ضرر ہم تم کو آزمائیں گے مٹھوک سجا کر دیکھیں گے کبھی ان پر خوف کبھی مٹھوک کبھی مال کی کمی کبھی جان کی کمی کبھی پھلوں کی کمی اور آگے فرماتے ہیں۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ صبر کرنے والوں کو جھیلنے والوں کو خوش خبری سنا دو کہ جب ان پر تکلیف آتی ہے وہ کہتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اگر ہمارا مال لوٹا گیا تو وہ بھی اللہ کی طرف  
 چلا گیا اگر دکان کو آگ لگائی گئی تو وہ بھی اللہ کی طرف چلی گئی اور اگر رشتہ داروں  
 کو مار ڈالا تو وہ بھی اللہ کی طرف چلے گئے اور مجھے بھی اللہ کی طرف جانا ہے اور اللہ  
 ہی اس کا بدلہ دے گا۔ اللہ پاک ان چیزوں کا کیا انجام فرماتے ہیں اَوَلَمْ تَشْأَلْ  
 عَلَیْہُمْ صَلَوَاتُ اِنِّیْرَ اللّٰہِ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔

مسلمانوں کی تکلیفوں پر بے دینی کا پھیلنا | اس لیے میرے محترم  
 دوستو! تکلیف تو اس

مسلمان کو اٹھانی ہے تکلیفیں صحابہ کرام نے بھی اٹھائیں اور تکلیفیں آج بھی امت  
 اٹھا رہی ہے لیکن آج امت کی پریشانیوں بڑھ رہی ہیں اور بے دینی پھیل رہی  
 ہے اور صحابہ کی تکلیفیں اٹھانے پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوئیں اور ایمان دنیا کے  
 اندر پھیلا اور اتنا پھیلا کہ اس وقت تو رشتہ دار بھی ماننے کو تیار نہ تھے لیکن ان  
 تکلیفوں کا جو نتیجہ نکلا وہ یہ کہ لاکھوں تو اس تعداد میں یہاں پر بیٹھے ہیں اور کروڑوں  
 کی تعداد میں پورے عالم کے اندر پھیلے ہوئے ہیں اور غلبہ اور شبہ جو رشتہ داروں  
 میں بھی ہیں وہ تو مقابلہ کر رہے ہیں اور شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اور ہماری سعادت مندی  
 اور خوش نصیبی ہے اللہ جل جلالہ کی طرف سے کہ باوجود اس کے کہ ہم نبی علیہ السلام  
 سے ہزاروں میل دور ہیں اسل کے فاصلہ پر ہیں لیکن جب ہماری آنکھ کھلتی ہے  
 ہماری زبان پر اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ  
 وَرَسُوْلُہُ جاری ہو جاتا ہے یہ نتیجہ ہے اُن تکلیفوں کا آج امت جو تکلیفیں اٹھا  
 رہی ہے ان تکلیفوں کی وجہ سے دہریت پھیل رہی ہے بلائیں اور زیادہ بڑھ رہی

ہیں۔ یہ بات غور سے سمجھ لو کہ آج کی تکلیفیں تو اللہ کے احکام توڑنے کی وجہ سے آ رہی ہیں پورے عالم کے اندر سے ویدارسی ٹکل گئی ہے جس کے بارے میں حضور علیہ السلام یہ فرماتے ہیں۔ اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالذَّرْعِ وَآخِذْتُمْ اِذْ نَابَ الْبَقَرُ وَرَضِيْتُمْ بِالذَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ الذِّلَّةَ لَا يَنْزِعُهَا حَتّٰى تَرْجُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ جَبْتُمْهَا رَی تَجَارَتِیْنَ غُلَطٌ هُوَ جَابِئِیْنَ اَوْ رَجَبٌ تَمْ بِلُیْوٰی کی دموں کو پکڑنے لگو اور جب تم کھیتوں پر راضی ہو جاؤ اور جب تم اللہ کے دین کے لیے جدوجہد چھوڑ بیٹھو تو حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ ذلت مسلط کر دے گا اور وہ ذلت اس وقت تک نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین پر نہ آ جاؤ یعنی دین کی محنت پر نہ آ جاؤ۔

**مسلمانوں کی فتح مکہ کے لیے روانگی** | میرے محترم دوستو! صحابہ کرام نے دعوت کا کام کیا اور اس کے لیے

طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ تکلیفیں اٹھا کر اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اللہ نے وہ دن دکھایا کہ رسول کریم دس ہزار کا مجمع لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ صلح حدیبیہ کا جو معاہدہ تھا وہ مشرکین نے توڑ دیا تھا تو مکہ کے جتنے کافر اور بے ایمان مشرک تھے۔ وہ خوب ڈرے۔ انہوں نے سوچا ۳۱ سال مکہ مکرمہ کے اور ۸ سال مدینہ کے

۳۱ سال کی بھر اس مسلمان آج نکالیں گے اور ہمیں خوب قتل کریں گے اور ہماری بوٹیاں نوچیں گے۔ یہ ان کو ڈر تھا۔ مشرکین کی طرف سے ابوسفیان نے دواور آدمی آج ساتھ لیے اور جاسوسی کے لیے نکلے۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو پکڑ لیا۔ ایک

خیمہ میں ان کا ذہن بنایا اور اسلام پر آمادہ کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لائے رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان ابھی تک تیری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ تو ابوسفیان نے یوں کہا کہ اگر سوائے خدا کے کوئی اور معبود ہوتا تو بدر اور دوسرے معرکوں میں ہماری مدد کرتا۔

اب تو ہمیں حالات نے یہ بتا دیا کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اتنی بات تو ہماری سمجھ میں آگئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان ابھی تک تیری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں خدا کا سچا رسول ہوں تو ابوسفیان نے کہا کہ یہ بات ابھی تک دل میں نہیں اتر رہی کیونکہ شروع سے یہ لوگ رسول کریمؐ پر مختلف قسم کی باتیں کرتے آئے۔ تمہارے جو داداؤں کے دادا ہیں تو وہی انہیں زندہ کر کے دکھاؤ تم جو کہتے ہو کہ مرنے کے بعد زندہ ہوگا، تو مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوگا۔ تم انہیں زندہ کر کے دکھاؤ وہ زندہ ہو کہ تمہاری نبوت کی گواہی دے دیں تو پھر ہم مان لیں گے۔

**الانسان مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوگا** | مرنے کے بعد زندہ ہونا اور اس کو میں نے سچ میں چھوڑ دیا کہ یہ فٹ کا انسان

ماں کے پیٹ میں سے آیا تو لہا بالشت کا تھا اور ماں کے پیٹ میں چند انگلی کا اور اس سے پہلے منی کے قطرے ہیں اور اس سے پہلے غذا کے اندر پھیلا ہوا یہ انسان کیونکہ غذا سے منی بن جاتی ہے اور غذا سے پہلے بکھرا ہوا تھا یہ انسان ہوا کی لہروں میں سورج کی کرلوں میں بارش کے قطروں میں چاند کی روشنی میں اور ستاروں کی تاثیر میں زمین کے ذرات میں کھاؤ کی گندگی میں یہ انسان بکھرا ہوا تھا۔ اس بکھرے ہوئے انسان کو اللہ نے سمیٹا ناچ کی شکل دے دی۔ مرد و عورت نے کھایا تو منی کی شکل دے دی۔



دونوں ملے تو انسان کی شکل دے دی حالانکہ سوچ کر وڑوں میل دور اور چاند لاکھوں  
 میل تو جب انسان مرا اور ۳ بائی، فٹ کی قبر کے اندر اس کے ذرات محدود ہو گئے  
 تو جو اللہ کر وڑوں اور لاکھوں میل سے ذرات جمع کر کے انسان بنا سکتا ہے تو کیا وہ اللہ  
 اس کے ذرات بنا کر دوبارہ اسے قیامت میں زندہ نہیں کر سکے گا۔ ضرور کرے گا اور  
 پورا حساب لے گا اور آگے جنت اور جہنم کے منظر آئیں گے یہ بات رسول کریم فرماتے  
 تھے تو وہ کہتے تھے کہ اپنے دادا کو زندہ کر کے دکھاؤ وہ آپ کی رسالت کا کہیں تو ہم  
 مان سکتے ہیں۔ اس قدر شدت کے ساتھ مخالفت کی لیکن جب فاسخانہ داخل ہوئے  
 تو ابوسفیان یہاں پر آکر اٹک گیا کہ آپ کو اللہ کا رسول ماننے کے لیے میرا دل ابھی تک  
 نہیں مانا۔

حضرت عباسؓ ابوسفیان کو پھر تنہائی میں لے گئے اور  
**ابوسفیان کا اسلام** لکھا کہ جب تک تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 اللہ کا رسول نہیں مانے گا اس وقت تک تو مسلمان نہیں ہو سکتا اور تیری نجات  
 نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس نے اسے بھی مان لیا۔ حضرت عباسؓ نے حضور علیہ السلام  
 کے کان میں یوں کہا کہ اللہ کے نبی یہ چوہدری ہے اور چوہدری جو ہیں وہ اکرام چاہا  
 کرتے ہیں آپ اس کا ذرا اکرام کر دیجئے۔ حضور علیہ السلام نے ابوسفیان سے یوں  
 کہا کہ ابوسفیان جو آدمی تیرے گھر میں داخل ہو جائے اسے امن ہے۔ ابوسفیان تبھی  
 چوہدری آدمی تھا اور اب تو ابوسفیان صحابی تھے انہوں نے کہا کہ حضرت آپ تو بڑے  
 آدمی ہیں اور امن اتنا چھوٹا۔ میرا گھر تو چھوٹا سا ہے آپ بھڑے آدمیوں کو امن دے  
 رہے ہیں۔ تو حضور پاک نے یوں فرمایا کہ جو آدمی مسجد حرام میں داخل ہو اسے بھی امن

ہے تو ابوسفیانؑ نے کہا اب بھی کم لوگوں کو آپ امن دے رہے ہیں۔ آپؐ کی شان تو بہت بڑی ہے تو حضور پاکؐ نے فرمایا "مَنْ اَخْلَقَ بَابَهُ فَمِنْهُوَ اَمِنٌ" جو اپنے گھر کا دروازہ اندر سے بند کرے اسے بھی امن ہے تو ابوسفیانؑ نے کہا واہ واہ واہ یہ آپؐ کی شان کے مناسب امن ہے اب تو بہت سول کو امن مل گیا پھر ابوسفیانؑ مکہ میں داخل ہوئے اور نوجوانوں کو جمع کیا اور یہ کہا کہ دیکھو رات کے اندھیرے میں جن کو نکالا تھا اب دن کے اجالے میں دس ہزار کے ساتھ آ رہے ہیں لیکن اتنے بااخلاق ہیں کہ ان سے جو امن مانگتا ہے امن دے دیتے ہیں تو تم سارے جا کر امن لے لو۔

ابوسفیانؑ کی بیوی کی یہ بہت سخت مسلمانوں کے خلاف تھیں بعد میں مسلمان ہو

### ابوسفیانؑ کی بیوی کی مخالفت

گئیں اس دن تو خلاف ہی تھیں۔ ہندہ نے ان نوجوانوں سے یوں کہا کہ اس ابوسفیانؑ کی بات کو مرت یا تو بلکہ اس کو قتل کر دو۔ بھلا ان سے ہم کیسے امن مانگ سکتے ہیں جن کے ساتھ ۲۱ سال تک ہماری لڑائی رہی ہو۔ ہم بالکل امن نہیں مانگتے ابوسفیانؑ نے کہا دیکھو اس عورت کی بات میں بالکل مت آئیو۔ یہ عورت سب کو مروا دے گی یہی وہ ہندہ ہے جس نے حضرت حمزہؑ کے بدن مبارک کو چیرا ناک کان کو کاٹا لگے کا ہار بنایا اور پیٹ کو چیر کر اندر سے کلیجہ نکالا۔

اور حضور علیہ السلام نے جب بدر کے شہداء کا معائنہ فرمایا اور دیکھا کہ مدینہ

### شہادت حمزہؑ اور حضورؐ کا غم

منورہ کے گھر میں شہداء کے لیے رونے کی آواز آ رہی ہے

اس لیے کہ وہاں پر کسی کا بھائی شہید اور کسی دوسرے کا بیٹا شہید آپ متھا  
فرماتے ہوئے حضرت حمزہؓ کی لاش کے پاس پہنچے اور جب ناک اور کان کٹے ہوئے  
اور پیٹ کٹا ہوا اور کلیجہ نکلا ہوا دیکھا تو حضور علیہ السلام کا دل بھر آیا سینہ بھر آیا آپ  
کی زبان سے ایک جملہ نکلا وَحَمَزَةٌ لَّابَوَاکِیْ لَہٗ یہ جتنے شہداء یہاں پڑے  
ہوئے ہیں ان کے لیے مدینہ منورہ میں رونے والیاں موجود ہیں اور میرا حمزہؓ پر دس  
کے اندر اس حالت میں پڑا ہوا ہے کہ اس کے لیے کوئی رونے والا نہیں ہے نہ  
منورہ کی عورتوں تک جب یہ بات پہنچی تو وہ گھروں سے نکل آئیں اور حضور علیہ السلام  
کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! حضرت حمزہؓ کے لیے رونے  
والیاں مدینہ منورہ کی ساری انصار عورتیں ہیں رنوح اس وقت تک حرم نہیں ہوا  
تھا ہم ساری کی ساریاں حضرت حمزہؓ کے لیے رونے والیاں ہیں یہ منظر سارا  
ہندہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ یہ ہندہ آج بھی بہت سخت لیکن ایک دن گزرا ہندہ  
دوڑی ہوئی جا رہی تھی۔ پوچھا کہاں جا رہی ہو۔ یہ ہندہ عقبہ کی بیٹی حضرت معاویہؓ  
کی والدہ۔ ابوسفیان کی بیوی اور یزید کی دادی اور جعید کی پوتی یہ سارے اسی سلسلہ  
میں ہیں تو اس نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہی ہوں اور  
وہاں جا کر مسلمان ہوں گی اور بیعت ہو جاؤں گی پوچھا گیا کل تک تو اتنی سخت  
تھیں آج کیسے اتنی نرم ہو گئیں۔

تو اس نے کہا ان کی عبادت اور اخلاق  
اخلاق و عبادت سے کٹر دشمن موم نے مجھے متاثر کیا۔ دعوت نے اتنے  
اوپر اخلاق تک پہنچا دیا کہ جس مکہ مکرمہ میں اتنے مظالم ہوئے اس مکہ میں جب

فاتحانہ داخل ہوئے تو اندر کا جذبہ بدلہ لینے کا نہیں تھا بلکہ اندر کا جذبہ یہ تھا کہ کسی صورت سے ان کو ہدایت مل جائے اور جہنم والے راستے سے ہٹ جائیں اور جنت میں چلے جائیں کوئی بدلہ نہیں لینا سم کو حضرت خالد عمرہ القضاء میں اس سے متاثر ہوئے کہ سارا منظر میں احوال قائم کیا تھا اور آج حضور علیہ السلام جب یہ کہہ رہے ہیں کہ خالد اتنا سمجھ دار اسے اب تک سمجھ میں نہیں آیا۔ جب یہ بات حضرت خالد کے کان میں پڑی تو ان کا دل بھی نرم ہوا اور مدینہ منورہ پہنچے۔ جا کر اسلام قبول کیا اور سارے مدینہ والوں نے ان کا استقبال کیا۔ منہدہ نے کہا کہ میرا دل تو یہ کہتا تھا کہ خوب گانے ہوں گے کیونکہ مکہ فتح ہوا ہے اور باجے بجائے جائیں گے اور مردوں کو قتل کیا جائے گا مکہ مکرمہ کے اندر خون میں لاشیں تڑپ رہی ہوں گی اور عورتوں کی عصمت دریاں ہو رہی ہوں گی۔ آج تو مکہ میں سب کچھ ہو گا اور مسلمان ۲۱ سال کی بھڑاس نکالیں گے۔ کیونکہ جو مظالم مسلمانوں پر کیے گئے تھے مسلمان اسے بھول نہیں سکتے تھے۔ مظلوم بھی اسے بھول نہیں سکتا۔ اور ظالم بھی اسے بھول نہیں سکتا۔

**مکہ میں مسلمانوں پر مظالم** | حضرت صدیق اکبر کا وہ جو سپریم کورٹ کے جج کا تھا وہ حرم کعبہ میں بیٹھ کر فیصلے سنایا کرتے تھے۔

لیکن جب وہ مسلمان ہوئے اور دعوت کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت صدیق اکبر کو جوتے سر پہ اور چہرے پر مارے گئے وہ یہی کہ تھا جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہتھوڑا کرتے تھے اداپ کی پیٹھ پر اور جڑی میٹھی ڈالا کرتے تھے۔ یہی وہ مکہ مکرمہ ہے جہاں پر آپ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق ہوئی اور یہیں پر حضرت زینب حضور کی بڑی صاحبزادی جب ہجرت کے لیے مدینہ روانہ ہوئیں تو آپ کو حالت

حمل میں یہ چھاپا مارا گیا اور زخمی ہو گئیں اس حالت میں مدینہ منورہ پہنچیں اور انتقال ہو گیا حضور علیہ السلام دفن کے لیے قبر پر تشریف لے گئے۔ آپ کے چہرے پر غم تھا۔ جب دفن کو کے باہر تشریف لائے تو خوش تھے۔ لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میری بیٹی کو قبر کا عذاب نہ ہو جائے تو میں نے اللہ سے دعا مانگی اللہ کی طرف سے یہ اطلاع دی گئی کہ تیری بیٹی کو عذاب نہیں ہوگا۔ عذاب کے ڈر کی وجہ سے جو غم تھا جب مجھے معلوم ہوا کہ عذاب نہیں ہوگا تو میرے چہرے پر خوشی آئی۔ تو منہ یہ کہہ رہی کہ سارے مناظر ہمارے سامنے تھے اس بنا پر آج ہماری بوٹیاں نوچ لی جائیں گی لیکن کل آدھی رات تک میں انتظار کرتی رہی۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو پورے مکہ میں اندھیرا تھا۔ میں حیرت میں پڑ گئی کہ یا اللہ یہ کیسی فتح ان مسلمانوں کی کہ کوئی خوشی نہیں مکہ فتح کرنے کی ان مسلمانوں کے دلوں میں چاروں طرف دیکھوں دس ہزار کا جمع کدھر گیا۔ چاروں طرف تلاش کیا نہیں ملے تو پھر میں مسجد حرام میں گئی تو میں نے دیکھا کہ یہ سارا کا سارا دس ہزار کا جمع حرم شریف کے اندر اللہ کی عبادت میں لگا ہوا ہے اور اللہ کے سامنے دعائیں مانگنے میں لگا ہوا ہے اور یہ ہماری قریش کی ہدایت مانگنے میں لگا ہوا ہے۔ ارے ہم تو ان کو موت کے گھاٹ اتارنے کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور یہ ہم کو جنت میں پہنچانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے میرا دل پسج گیا اور آج رات جتنی عبادت مسجد حرام میں ہوئی ہے اتنی عبادت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

ہندہ کا فتبول اسلام | اب میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیعت ہونے کے لیے جا رہی ہوں اور جا کر بیعت کی اور بیعت ہونے کے بعد ہندہ نے

یوں کہا حضورؐ سے کہ کل ہی وقت تھا۔ مکہ کے باہر آپؐ کا دس ہزار کا مجمع بیٹھا ہوا تھا۔ سب کے خیمے لگے ہوئے تھے اور سب کے بیچ میں آپؐ کا خیمہ تھا اور سب سے زیادہ مبغوض مجھے آپؐ کا خیمہ دکھائی دے رہا تھا اور آج میں دیکھ رہی ہوں کہ مکہ مکرمہ میں سب کے بیچ آپؐ کا خیمہ ہے اور میرے دل میں سب سے محبوب خیمہ آپؐ کا ہے میری نگاہ بدل گئی۔ میرا دل بدل گیا۔ میرے محترم دوستو! اس دعوت نے اس اونچے اخلاق تک پہنچایا۔ دعوت والی زمین ہو۔ ایمانیات والی جڑ ہو اور اس کے ساتھ میں عبادت کا ثنا ہو اور اس کے ساتھ دین کا درخت ہو اور اخلاق کا پھل ہو اور اخلاقی کارس ہو تو پورے عالم کے اندر اللہ کا دین پھیل سکتا ہے۔ لیکن ابتدا دعوت سے ہوگی اور انتہا اخلاق اور اخلاص پر ہوگی۔ یہ ابتدا ہمیں اس انتہا تک پہنچا دے۔ حضور اکرمؐ جب دس ہزار کے مجمع کو لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو پہلے آپؐ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ سارا مجمع باہر تھا اور کفار بھی باہر تھے۔ بہت دیر تک آپؐ نے خدا کی عبادت کی۔ راز و نیاز کی جو باتیں کوئی تھیں وہ کہیں۔ پھر آپؐ باہر تشریف لائے۔ سارے مشرکین سہمے ہوئے تھے کہ ایک اشارہ پر ہمارے گلے کٹ جائیں گے۔ آپؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ بتاؤ میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپؐ کریم ہیں اور کریم سے کہم کی امید ہے۔ تو حضورؐ نے جواب دیا کہ کریم ابن کریم ابن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم انہوں نے اپنے بھائیوں سے جو بات کہی تھی۔

آپؐ کا عام معافی کا اعلان الا تشریب علیکم الیوم میری طرف سے تمہیں کوئی لعنت ملامت نہیں۔ ارے میرے ساتھ تم نے جو کچھ بھی کیا ہو



انتم الطلقاء میری طرف سے تم آزاد ہو۔ کسی کو دو مہینے کسی کو تین مہینے کا عہد دیا گیا۔ اس کے بعد پھر آپ تشریف لائے اور حضرت عباسؓ سے کہا کہ ابولہب کے دو بیٹے کہاں گئے۔ میرے چچا زاد بھائی کہاں گئے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ بھاگ گئے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں لے کر آؤ۔ حضرت عباسؓ انہیں ڈھونڈ کر لائے۔ ایک عتبہ اور ایک معتبہ اور ایک کو کسی جانور نے سفر میں کھا لیا تھا۔ اب یہ دو ہی باقی رہ گئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان دونوں کو دعوت دی ان کے دل پیچ گئے۔ دونوں کے دونوں مسلمان ہو گئے پھر حضور اکرمؐ ان دونوں بھائیوں کو لے کر میت اللہ تشریف لے گئے اور وہاں پر جا کر بہت دعا مانگی اور اس کے بعد باہر تشریف لائے۔ حضرت عباسؓ نے آپؐ کا چہرہ انور دیکھا اور پوچھا کہ حضرت آپؐ کا چہرہ بہت خوش ہے کیا بات ہے؟ یوں فرمایا میں نے اپنے چچا کے دو بیٹے خدا سے مانگے تھے۔ اللہ نے مجھے وہ دے دیئے۔ اس کی خوشی کے اندر میرا چہرہ چمک رہا ہے۔ میں یہ سارے واقعات سنا کہ یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ میرے محترم دوستوں! کہ حضور کے صحابہ نے دعوت کے لیے اتنی تکلیفیں اٹھا کر یہ جو اخلاق برتے اس اخلاق نے اتنے کڑ اور پکے دشمنوں کے دلوں کو پلٹ کھلا دیا اور آج ہمیں بھی دعوت سے شروع کرنا ہے اور اخلاق تک پہنچنا ہے اور پورے عالم کے اندر پھرنا ہے جو تکلیفیں آئیں گی انہیں برداشت کرنا ہے جو راحتیں ملیں اسے اللہ کی نعمت سمجھنا ہے یہ صرف چار مہینے یا دو سال کی بات نہیں بلکہ ہم آٹھ ہی اس دنیا میں دین کے کام کے لیے ہیں۔ ہم کھانے اور کمانے کے لیے نہیں آئے ہیں کھانا اور کمانا ضرورت کی چیز ہے اسے مختصر کر کے ہمیں بقدر ضرورت لگنا ہے اور اللہ کے

دین کی محنت اور دعوت میں اپنا پورا مال اور جان لگا دینا ہے جس کے ہاتھوں جتنے انسانوں کو ہدایت ملتی چلی جائے گی اس پر انہیں جتنی جنت ملے گی ان سب کی بقدر اس اکیلے کو ملے گی۔ اللہ کے دین کا کام کرتے کرتے اگر جان دے دی تو جتنے آدمی دین پر آئیں گے ان سب کا ثواب اسے قبر میں بھی ملتا رہے گا۔ آدمی لاکھ فرض نمازوں کا ثواب بھی قبر میں جا کر لے گا۔ جس قبر میں جا کر اسے ایک فرض نماز کا ثواب بھی نہیں مل سکتا۔ اس بنا کہ آپ حضرات آج کی تاریخ میں یہ طے کریں کہ تکلیفیں تو یوں بھی اٹھا رہے ہیں جس پر دنیا میں بے چینی پھیل رہی ہے اور سلاب آ رہے ہیں۔ لیکن میرے محترم دوستو! کئی سال ہو گئے اللہ نے مدد فرمائی اور سیلابوں سے حفاظت ہونے لگی۔ یہ خدا کی نعمتیں ہیں ان نعمتوں کی قدر کرنا چاہیے۔ اور اس نعمت کو پورے عالم میں پہنچانا چاہیے۔

اس نعمت کو لے کر جب ہم مراکشی گئے تو ایک

ایک مراکشی کی بے چینی | مراکشی نے میرا دامن پکڑا اور چنچیں مار کر رویا اور یوں لگا کہ اسے ایشیا کے مسلمانوں تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے تمہارا دامن ہو گا اور ہمارا ہاتھ ہو گا۔ ہم خدا سے شکایت کریں گے کہ چالیس سال سے دین کا کام انکے پاس پہنچا اور ہمارے پاس لیکر نہیں آئے ہمارے باپ دادا جو بے دینی کی حالت میں مر گئے اسے ان کا کیا حال ہو گا۔ کس قدر بے حال ہو کر وہ چنچیں مار مار کر روتا تھا۔ میرے محترم دوستو! آج کس قدر تعداد میں لوگ بے ایمان کے ممر کے قبروں میں جا رہے ہیں انکے مرنے سے پہلے پہلے یہ مجمع پورے عالم میں پھیل جائے اور جا کر ان کی خوش آمدیں کر کے اس دعوت کی فضا کو قائم کرے تاکہ لوگ مرنے سے پہلے توبہ کر کے ایمان والی زندگی پر آجائیں۔

تمت بالخیر

## ہماری چند اہم مطبوعات

داعی کا گوشہ جسمیں داعی کیلئے عربی اور اردو میں مکمل طریقہ کار کا ذکر ہے	چہل حدیث معاشرہ کے اعتبار سے چالیس احادیث کا مجموعہ جن کا یاد کرنا بھی باعث ثواب ہے
آداب زندگی جابر و فیر عبد الرحمن میوانی ہر موقع محل کے ادب پر ایک اہم کتاب	سیرت حضرت یوسفؑ مولانا خورشید حسینی قرآن وحدہ کی روشنی میں اس واقعہ کی مکمل رویداد
ایک قیمتی مشورہ حضرت مولانا سعید احمد صاحب کے ارشادات کی روشنی میں کام کرنے والوں کی رہنما اصول	واقعہ کربلا از مولانا عتیق الرحمن سنہ ۱۳۸۱ھ جدید مطالعہ کی روشنی میں ایک تصنیف جس کی مدد سے چھپ چکے ہیں
معمولات یومیہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی روزانہ انسان کی طرح شب و روز گزارنے کی مکمل طریقہ سے مطابقت	ٹیلیوژن کا شرعی جائزہ سید شمیم احمد بدوی دہلوی قرآن وسنت کی روشنی میں اس جدہ بحث کی مکمل رویداد
فضائل اعمال عبدالحی عارفی جسمیں اردو کے فضائل اعمال کا ترجمہ کیا گیا ہے	چھ باتیں حضرت جی مولینا محمد یوسف کی بیان کردہ چھ باتیں - پاکٹ سائز میں

نوٹ: ہماری کتابیں عام کتابوں کی نسبت معیاری اور سستی ہیں۔ براہ کرم بذریعہ ڈاک پانچ کتابوں سے کم طلب فرمائیں

مکتبہ دینیات ○ بلال پارک باغبان پورہ لاہور

مسنون و مقبول دعائیں مرتبہ: عبدالمجید قاسمی الاستاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

جس میں ہر موقع محل کی چھوٹی چھوٹی تین سو پچاس دُعاؤں کو مجموعہ حوالجات کے جمع کیا گیا ہے جسے ہر چھوٹا بڑا آسانی یاد کر سکتا ہے آپ خود بھی اسے وظیفہ حیات بنائیں اور جملہ متعلقین کو یاد کروائیں تاکہ سنت نبویؐ کے پیروکاروں میں شامل ہوں۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ دینیات بلال پارک باغبان پورہ لاہور

# ہماری چند اہم مطبوعات

مسلمان خواتین کے بین سبق جس میں  
خواتین کے لیے حقوق اللہ، حقوق العباد اور اصلاح معاشرہ  
کی وضاحت کی گئی ہے

خواتین کے لئے راہ نجات بعد اہم ضروری باتیں  
تقریر مولانا محمد عمر پالن پوری اور مولانا احسان الحق صاحب

حقوق والدین (از: مولانا عاشق الہی صاحب)  
جن کی خدمت کے لئے انسان اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتا ہے

انسانی عظمت کا راز رستخیز کے سالانہ اجتماع  
پر مولانا محمد اعظم طائفی کا مفصل اور آخری خطاب

نماز کی حقیقت از: مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ  
نماز پڑھنے پر اجر و ثواب نہ پڑھنے پر وعیدیں قرآن حدیث سے

آداب مباحثت میاں بیوی کے جنسی تعلقات کا  
اسلامی طریقہ ایک مختصر اور مفید کتاب

کلمہ طیبہ کی حقیقت از: مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ  
کلمہ طیبہ کی تشریح نہایت عمدہ پیرایہ میں

خواتین اسلام کی بہادری: (سید سلیمان ندوی)  
مسلمان خواتین کے جسمی و اخلاقی شجاعت کے کارنامے

عورتوں کی نماز مولانا سید محمد قریش  
عورتوں کی نماز سے متعلق مسائل کا ذخیرہ

کارگزاری بیت انجاس کوڑے کا ثواب  
ایک جماعت کی کارگزاری جہن نضرت خداوندی قدم بقدم تھری

حالات جہنم مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری  
قرآن و سنت کی روشنی میں جہنم کے حالات اور ان گنجانے کا طریقہ

سورۃ یاسین: جلی قلم سے اعلیٰ عظمت  
اور عمدہ کتابت سے مزین چھوٹے بڑے سائز میں

احوال برزخ مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری  
برزخ کے زمانہ کے حالات قبر میں مومن کا اعزاز اور کفار کی تفتیل

جدید مسائل کے شرعی احکام مولانا محمد اقبال قریشی  
جمع کردہ درجہ کے جدید مسائل جن کا حل عام طور پر ضرور پڑتی ہے

طب نبوی حافظ اکرام الدین صاحب  
بزرگ دوا عالم کے تجویز کردہ طریق علاج جن مسلمان مستفید ہو سکتا ہے

خواتین کے تعلیمی مسائل مولانا اشرف علی تھانوی  
حضرت کے ارشاد کی روشنی میں اس سلسلہ میں احتیاطی تدبیر فائدہ دے سکتا ہے

نوٹ: ہماری کتابیں عام کتابوں کی نسبت معیاری اور سستی ہیں۔ براہ کرم بذریعہ ڈاک پانچ کتابوں سے کم طلب فرمائیں  
مکتبہ مدینہ دہلی

بلاال پارک  
باغبان پورہ  
لاہور